عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۰ | ۱۴ تا ۲۰ رجب المرجب ۱۴۳۲ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ جون ۲۰۱۱ء | شمارہ: ۲۳

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اور اہلِ مکہ

قادیانیوں کا اپنے آپ کو مسلم کہنا

شیخ الحدیث مولانا محمد مراد ہالیجوی کا وصال

علم اگر مال کے تابع ہو تو...

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

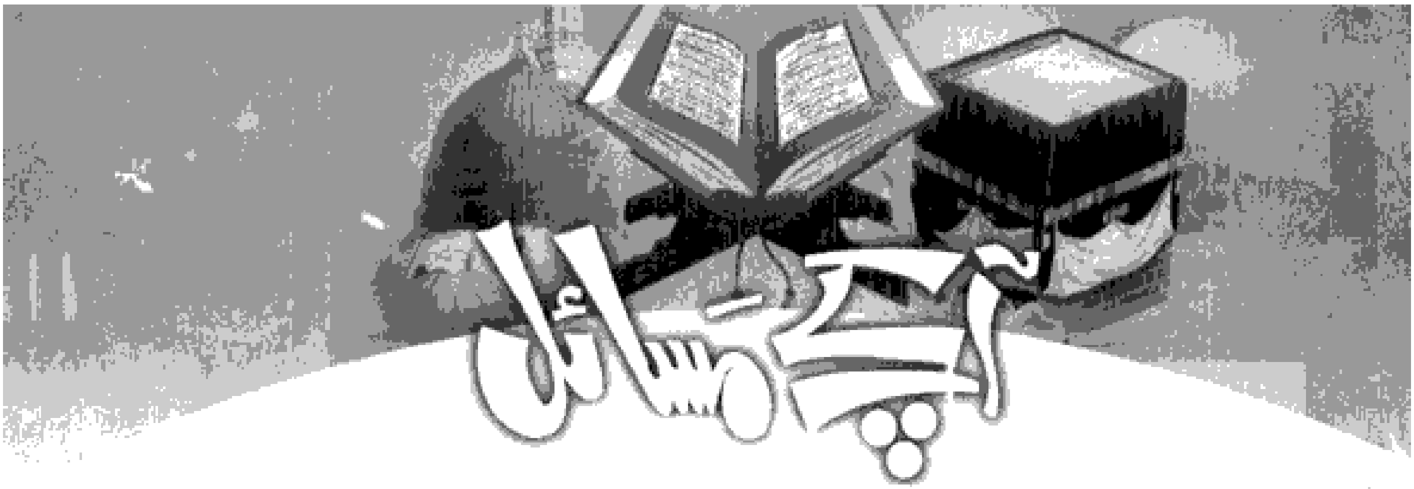

مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

قبر میں اضطراب اور پریشانی

فوزیہ علی، کراچی

س:...... میرے شوہر کا انتقال ہو چکا ہے، بعض سسرالی جھگڑوں کی وجہ سے میں اپنے شوہر سے شادی کے ایک سال بعد علیحدہ ہو گئی تھی یعنی میں اپنے والدین کے گھر اور میرے شوہر اپنے والدین کے گھر، ہمارا ایک بیٹا ہے جو میرے والدین کے گھر پیدا ہوا ہے، میں نے بہت چاہا کہ میرا گھر آباد ہو جائے مگر ساس، نندوں اور دیوروں کی وجہ سے میرا گھر آباد نہیں ہو سکا اور اس طرح دس سال گزر گئے، اب میرے شوہر کا انتقال ہو گیا ہے، میرے شوہر نے دور رہتے ہوئے نہ ہی میرا کوئی حق ادا کیا اور نہ اپنے بیٹے کا کوئی حق ادا کیا، نہ کبھی انہوں نے میرا نان نفقہ دیا اور نہ کبھی بچے کا کوئی خرچہ دیا، بچے کی پیدائش سے لے کر آج تک سارا خرچہ میرے والدین کر رہے ہیں۔ میرے بیٹے کی عمر اس وقت بارہ سال ہے مسئلہ یہ ہے کہ شوہر کے انتقال کے بعد میرے سسرال والے میرے بیٹے کا جو حق بنتا ہے وہ نہیں دے رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ دیں گے مگر عملی قدم کوئی نہیں اٹھاتا، میری ساس کا صرف ایک ہی پوتا ہے جو کہ میرا بیٹا ہے، باقی سب پوتیاں ہیں۔ خواب میں مجھے اپنے شوہر نظر آئے جو کہ مجھ سے معافیاں مانگ رہے تھے اور اپنے بیٹے سے بھی معافی مانگ رہے تھے، چہرہ ان کا ایسا نظر آیا جیسے کہ جگہ جگہ سے کسی نے کھایا ہے اور انہیں ایک پل بھی سکون نہیں ہے، قبر میں کبھی اٹھتے ہیں، کبھی لیٹتے ہیں جیسے کہ بہت تکلیف میں ہیں اور اپنے بیٹے سے کہہ رہے ہیں کہ: ”بیٹا! میں تمہارا کوئی فرض، کوئی حق نہیں نبھا سکا جس کے لئے تم مجھے معاف کر دینا اور تمہارا جو بھی حق ہے وہ میری والدہ تمہیں دیں گی، مجھے بتائیے کہ اس خواب کی کیا تعبیر ہے اور میں کیا کروں کہ میرے شوہر کو قبر میں سکون مل جائے اور اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں معاف کر دے؟

ج:...... اس خواب کی تعبیر واضح ہے کہ ان کو اپنے اس ظلم کی وجہ سے قبر میں اضطراب اور پریشانی ہے آپ اس کو معاف کر دیں اور مرحوم کے والدین کو چاہئے کہ اس کی قبر، آخرت اچھی کرنے کے لئے یتیم اور بیوہ کا حق فوراً ادا کر دیں ورنہ وہ مرحوم عذاب میں مبتلا رہے گا۔

گناہوں سے چھٹکارے کا طریقہ

سید عثمان علی شاہ بخاری، اسلام آباد

س:...... مجھ سے بہت گناہ سرزد ہوئے، کچھ گناہ کبیرہ بھی تھے، ان سب سے میں نے توبہ کر لی لیکن اب بھی کوئی نہ کوئی گناہ سرزد ہو جاتا ہے، میں نے ہر بار اللہ تبارک وتعالیٰ سے معافی مانگی مگر پھر بھی گناہ سرزد ہو جاتا ہے اور بعد میں روتا اور افسوس کرتا ہوں کہ میں نے کیا کر دیا، پلیز آپ بتائیے کہ ان گناہوں سے دور ہونے کا طریقہ کیا ہے؟ میں بہت زیادہ پریشان ہوں۔

ج:...... آپ تمام گناہوں سے پکی توبہ کریں اور کسی اللہ والے کی صحبت میں جایا کریں، انشاء اللہ آپ سے گناہ چھوٹ جائیں گے۔

کھانے پینے کے برتن کو ڈھکنا

ساجدہ، کراچی

س:...... حدیث پاک میں نبی کریمؐ نے ہدایت کی ہے کہ ”رات کے وقت اپنے مشکیزہ کا منہ بند کر دو“ آج کل جب کہ ہم پینے کے لئے پانی پکاتے ہیں پانی کو ٹھنڈا کرنے کے لئے جالی والا برتن ڈھکنا پڑتا ہے، ورنہ پانی ٹھنڈا نہیں ہوتا، موسم گرم ہو تو یوں بھی پانی ٹھنڈا ہونے میں بہت دیر لگتی ہے، اس حدیث کی رو سے بتائیں کہ ہم کیا طرزِ عمل اختیار کریں کہ پانی بھی ٹھنڈا ہو جائے اور ہم محفوظ بھی رہیں۔

ج:...... یہ حدیث شفقت علی الخلق کے قبیل سے ہے، مقصد یہ ہے کہ برتن کھلا چھوڑنے کی صورت میں اس پر کسی زہریلی چیز کے داخل ہونے اور گرنے کا اندیشہ ہے، اس لئے اس کو بند کر کے رکھا جائے۔ چنانچہ اگر برتن پر کوئی ایسی چیز رکھ دی جائے جس سے وہ خارجی اثرات سے محفوظ ہو جائے تو جائز ہے اور اس حدیث پر عمل ہو جائے گا۔ ☆☆☆

ہفت روزہ
ختم نبوۃ
مفلس

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۰ ۱۴ تا ۲۰ رجب المرجب ۱۴۳۲ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ جون ۲۰۱۱ء شمارہ:۲۳

اس شمارے میں!

شیخ الحدیث مولانا مراد ہالیجوی کا وصال	۵	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
رحمۃ للعالمین ﷺ اور اہل مکہ	۷	مولانا توحید عالم بجنوری
صرف ارادہ نہیں! عزم صادق کی ضرورت	۱۲	شیخ علی طنطاوی رحمہ اللہ
علم اگر مال کے تابع ہے تو.....	۱۴	مولانا سید محمد عبداللہ ندوی
کہیں ہم ایٹم بم نہ کھودیں.....	۱۷	محمد از ہر نور البشر
حضرت ناظم اعلیٰ کا دورہ کراچی	۱۹	رپورٹ: مولانا توصیف احمد
قادیانیوں کا اپنے آپ کو "مسلم" کہنا.....	۲۱	مفتی محمد زکریا
قادیانی سوالات اور ان کے جوابات (۴)	۲۴	مولانا غلام رسول دین پوری

سرپرست
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ: 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، ۳۴۲۳۴۴۷۶ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35.Stockwell Green
London. SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

جہنم کے احوال

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

دوزخیوں کے پینے کا بیان

''حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کے ارشاد ''کالمہل'' کی تفسیر میں فرمایا کہ: اس سے مراد زیتون کی تلچھٹ کی سی چیز ہے، وہ اس قدر گرم ہوگی کہ جب کافر اسے اپنے منہ کے قریب لائے گا تو اس کے چہرے کی کھال پگھل کر اس میں گر پڑے گی۔'' (ترمذی ج:۲ ص:۸۲)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جہنم میں کھولتا ہوا پانی کافروں کے سروں پر ڈالا جائے گا، پس وہ سروں سے نفوذ کر جائے گا، یہاں تک کہ جب پیٹ تک پہنچے گا تو پیٹ کے اندر کی تمام انتڑیوں کو بہالے جائے گا، یہاں تک کہ وہ دوزخی کے قدموں سے نکل جائیں گی، اور یہی ''صہر'' ہے، جس کو قرآن کریم کی اس آیت میں بیان فرمایا ہے:

''یُصْهَرُ بِهٖ مَا فِیْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ'' (الحج:۲۰)

ترجمہ: ''اس سے ان کے پیٹ کی چیزیں (انتڑیاں) اور (ان کی) کھالیں سب گل جاویں گی۔'' (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

پھر دوبارہ، سہ بارہ اس کے ساتھ یہی معاملہ کیا جائے گا۔'' (ترمذی ج:۲ ص:۸۲)

''حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کریمہ:

''وَیُسْقٰی مِنْ مَّآءٍ صَدِیْدٍ یَّتَجَرَّعُهٗ'' (ابراہیم:۱۶)

ترجمہ: ''اور اس کو دوزخ میں ایسا پانی پینے کو دیا جائے گا جو کہ پیپ لہو (کے) مشابہ ہوگا جس کو گھونٹ گھونٹ کرکے پیوے گا۔'' (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

کی تفسیر میں فرمایا کہ: یہ پانی دوزخی کے منہ کے قریب کیا جائے گا، وہ اس سے گھن کرے گا، پھر جب اس کے منہ سے لگایا جائے گا تو اس کے چہرے کو بھون دے گا اور اس کے سر کا چمڑا گر جائے گا، پھر جب وہ اسے پیئے گا تو وہ اس کی انتڑیوں کو کاٹ ڈالے گا حتیٰ کہ اس کے پچھلے راستے سے نکل جائیں گی، حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں:

''وَسُقُوْا مَآءً حَمِیْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ'' (محمد:۱۵)

ترجمہ: ''اور کھولتا ہوا پانی ان کو پینے کو دیا جاوے گا، سو وہ ان کی انتڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کردے گا۔'' (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

نیز فرماتے ہیں:

''وَاِنْ یَّسْتَغِیْثُوْا یُغَاثُوْا بِمَآءٍ کَالْمُهْلِ یَشْوِی الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا.'' (الکہف:۲۹)

ترجمہ: ''اور اگر (پیاس سے) فریاد کریں گے تو ایسے پانی سے ان کی فریادرسی کی جاوے گی جو تیل کی تلچھٹ کی طرح ہوگا، منہوں کو بھون ڈالے گا، کیا ہی بُرا پانی ہوگا اور دوزخ بھی کیا ہی بُری جگہ ہوگی۔'' (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کے لفظ ''کَالْمُهْلِ'' کی تفسیر میں فرمایا کہ: وہ روغن زیتون کی تلچھٹ کی طرح ہوگا، پس جب اس کے (یعنی دوزخی کے) قریب لایا جائے گا، تو اس کے چہرے کی کھال اس میں گر پڑے گی۔

نیز دوزخ کے پردوں (سرادق النار) کے بارے میں فرمایا کہ: یہ چار دیواریں ہوں گی، ہر دیوار کی موٹائی چالیس سال کی مسافت کے برابر ہوگی۔

نیز فرمایا کہ: غساق کا ایک ڈول اگر دُنیا میں اُنڈیل دیا جائے تو تمام اہلِ دُنیا بدبودار ہوجائیں۔'' (ترمذی ج:۲ ص:۸۲)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

''یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ.'' (آل عمران:۱۰۲)

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو جیسا ڈرنے کا حق ہے، اور بجز اسلام کے اور کسی حالت پر جان مت دینا۔'' (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

اور ارشاد فرمایا: اگر زقوم کا ایک قطرہ اس دُنیا میں ٹپکا دیا جائے تو اہلِ دُنیا پر ان کی زندگی اجیرن کرڈالے، پھر اس شخص کا کیا حال ہوگا جس کا یہ کھانا ہوگا؟'' (نعوذ باللہ) ☆☆☆

اداریہ

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

شیخ الحدیث مولانا محمد مراد ہالیجویؒ کا وصال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جمعیت علماء اسلام کے مرکزی سینئر نائب امیر، ملک کے نامور عالم دین، استاذ العلماء، شیخ الحدیث، مولانا محمد مراد ہالیجویؒ مہتمم جامعہ حمادیہ منزل گاہ سکھر ۱۶/مئی ۲۰۱۱ء بروز پیر کو انتقال فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

مولانا محمد مراد انڈھڑ قوم کے عیسانی قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ جو راجپوت قوم کا حصہ ہیں۔ راجپوت بیکانیر کے حاکموں میں سے تھے۔ مولانا کے خاندان کے مورث اعلیٰ جے رام اپنے چچازاد حکمرانوں سے اختلافات کے باعث نقل مکانی کر کے رحیم یار خان خنجر پور میں آ کر آباد ہوئے۔ اس زمانہ میں حضرت بہاء الحق زکریا ملتانیؒ کے بھانجے اور خلیفہ مجاز نواب موسیٰ'' اس علاقہ خنجر پور کے حکمران تھے۔ مولانا محمد مراد کے مورث اعلیٰ جے رام بیکانیر کے حکمران خاندان کے فرد تھے۔ اس لئے نواب موسیٰ'' نے آپ کو صادق آباد سنگر دائی میں جاگیر عطا کی۔ جہاں پر وہ جھگیاں ڈال کر آباد ہوئے۔ ان جھگیوں کو مقامی زبان میں بھونگی کہا جاتا ہے۔ جسے بعد میں بھونگ سے نام شہرہ حاصل ہوا۔

مولانا محمد مراد کے مورث اعلیٰ جے رام خنجر پور کے حکمران نواب موسیٰ'' کے اخلاق عالیہ سے اتنے متاثر و ممنون احسان ہوئے کہ اپنا بیٹا اندر سنگھ کو ان کی تحویل میں دے دیا۔ جو نہ صرف مسلمان ہوئے بلکہ نواب موسیٰ'' کے خلیفہ مجاز اور سہروردی سلسلہ کے شیخ وقت ہوئے۔ اسی اندر سنگھ کی اولاد راجپوتانہ بیکانیر کے حکمرانوں سے علیحدہ منتقل ہو کر انڈھڑ کہلائی۔ انڈھڑ قوم دینی اعلیٰ روایات پر عمل پیرا تھی۔ اس میں بڑے علماء ہوئے۔ انڈھڑ قوم کی روایات میں تقسیم ترکہ یوں ہوتی تھی کہ بڑے بیٹے کو ولی عہد یعنی قوم کا سردار اور غیر منقولہ جائیداد ملتی اور چھوٹے بیٹوں کو منقولہ جائیداد گائے، بھینس، جانور وغیرہ ملتے تھے۔ چنانچہ یہ نسل سکھر، شکار پور، جیکب آباد و سندھ کے دیگر اضلاع میں آباد ہے۔ مولانا کے جد اعلیٰ بھی ہالیجی شریف میں آ کر آباد ہوئے۔ بڑے بیٹے کو جو غیر منقولہ جائیداد ملی وہ جیلانی اسٹیٹ کے نام سے آباد ہے۔

انڈھڑ قوم تقریباً ۲۸ قبیلوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ انہیں میں سے ایک عیسانی قبیلہ ہے۔ جس کے فرد فرید مولانا محمد مراد بھی تھے۔ مولانا کا یہ قبیلہ اپنے علم وفضل کے باعث پوری قوم انڈھڑ کا استاذ قبیلہ شمار ہوتا ہے۔ مولانا محمد مرادؒ کے والد گرامی کا نام ابوالخیر عبدالسمیع تھا۔ دارالہدیٰ ٹھیڑی میں کسی زمانہ میں حضرت ہالیجویؒ پڑھاتے رہے۔ ان کے بعد مولانا حبیب اللہ، مولانا عزیز اللہ یہاں پر ان کے علمی جانشین ہوئے۔ مولانا محمد مراد کے والد گرامی نے ان تینوں حضرات سے تحصیل علم، موقوف علیہ تک کیا۔ بعد میں اپنے خاندان کی معاشی کفالت کے باعث فارغ التحصیل کی سند حاصل نہ کر پائے۔

مولانا ابوالخیر عبدالسمیع کے ہاں مولانا محمد مراد کی ۱۹۴۳ء میں پیدائش ہوئی۔ عیسانی قبیلہ میں حضرت مولانا حماد اللہ ہالیجویؒ شیخ وقت بزرگ گزرے ہیں جن کے نام پر آج خانقاہ ہالیجی آباد ہے۔ مولانا محمد مراد نے میٹرک تک سکول کی ریگولر تعلیم حاصل کی۔ میٹرک کا امتحان دے کر گھر ہالیجی شریف تشریف لائے تو حضرت ہالیجویؒ کی عارفانہ وناصحانہ گفتگو سے متاثر ہو کر بجائے کالج کے داخلہ کے، دینی مدرسہ مدینۃ العلوم پنوں عاقل میں داخل ہو گئے۔

ہدایۃ النحو، ارشاد الصرف، قرآن مجید کے پانچ پاروں کا ترجمہ یہاں پڑھا۔ پھر حضرت سائیں حماد اللہ ہالیجویؒ نے اپنے مرید مولانا عبدالغنی جاجرویؒ کے ہاں بدلی میں قرآن مجید کا ترجمہ پڑھنے کے لئے بھیج دیا۔ شوال میں حضرت اعلیٰ ہالیجویؒ کے حکم پر حضرت مولانا مظہر الدین انڈھڑؒ کے پاس قاسم العلوم گھوٹکی میں داخلہ لیا۔ مولانا مظہر الدین انڈھڑؒ، مولانا غلام مصطفیٰ قاسمیؒ کے ہمدرس تھے۔ مولانا غلام مصطفیٰ قاسمیؒ کے نامور شاگرد حضرت مولانا عبدالکریم'' سائیں بیر شریف تھے۔

اور مولانا مظہر الدین انڈھڑؒ کے شاگرد رشید حضرت مولانا محمد مرادؒ تھے۔ حضرت مولانا محمد مرادؒ کے ہم درس ساتھیوں کی کلاس اپنے زمانہ کے سب نامور علماء ثابت ہوئے۔ مدرسہ قاسم العلوم گھوٹکی سے مولانا مظہر الدین صاحبؒ ہالیجی شریف آ گئے۔ مولانا محمد مراد نے یہاں پر آپ سے ہدایہ آخرین، وتنقیح تک کتابیں

پڑھیں۔ اس کے بعد مولانا محمد مراد جامعہ مخزن العلوم عیدگاہ خانپور میں داخل ہوگئے۔ اس زمانہ میں یہاں حضرت مولانا واحد بخشؒ کوٹ مٹھن والے پڑھاتے تھے۔ آپ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد تھے۔ علوم عقلیہ کے ماہر ترین استاذ تھے۔ قدرت نے ان کو پڑھانے کے لئے پیدا کیا تھا۔ فجر کی نماز سے عصر تک سوائے نماز ظہر اور کھانا کے وقفہ کے، پورا دن اسباق پڑھاتے تھے۔ ان کو کتابیں ازبر تھیں۔ سبق کی تقریر اوّلاً زبانی کر کے طلباء کے ذہنوں میں خلاصہ اتار دیتے تھے۔ اس کے بعد کتاب کھول کر ترجمہ کر دیتے تھے۔ افہام وتفہیم کا آپ کو خاص ملکہ حاصل تھا۔ (فقیر راقم نے ۱۹۶۶ء، ۱۹۶۷ء میں آپ سے ابوداؤد شریف پڑھی ہے) مولانا واحد بخشؒ سے مولانا محمد مرادؒ نے فلسفہ، منطق اور علم الکلام کی تکمیل کی۔ ۱۹۶۵ء، ۱۹۶۶ء میں مولانا محمد مرادؒ نے ہالیجی شریف میں مولانا مظہر الدین انڈھڑؒ کے ہاں دورہ حدیث شریف پڑھا۔ پھر ایک سال اپنے استاذ گرامی قدر کے زیر سایہ ہالیجی شریف اپنی مادر علمی میں پڑھایا۔

۱۹۶۷ء میں حضرت خلیفہ احمد دین صاحبؒ کے مشورہ سے منزل گاہ جامعہ حمادیہ میں تشریف لائے اور پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ یہاں سے جنازہ اٹھا۔ جب آپ منزل گاہ تشریف لائے تو مدرسہ کے تین کچے کمرے تھے۔ جو ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھے۔ یہاں پر مولانا محمد مراد کے مجاہدہ کا آغاز ہوا۔ معاملہ فاقوں تک پہنچا۔ مگر آپ نے الاستقامۃ فوق الکرامۃ پر عمل جاری رکھا۔ آپ کے انہیں مجاہدات وریاضات کا صدقہ ہے کہ آج جامعہ حمادیہ بلڈنگ کے اعتبار سے دیو قامت کا حامل ہے اور تعلیم کے اعتبار سے اندرون سندھ کے کسی جامعہ سے کم نہیں ہے۔ چار صد کے قریب آپ سے علماء نے دورہ حدیث شریف تک کی تعلیم حاصل کی۔ نامکمل تعلیم کے شاگردوں کو بھی شامل کرلیا جائے تو آپ کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہوگی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے محبوبیت کا مقام نصیب فرمایا تھا۔ طلباء آپ کے علم کے سامنے بچھے جاتے تھے۔ آپ کی نیکی، شاگردوں کے دلوں کو موہ لیتی تھی۔ مولانا محمد مراد عالم ربانی تھے۔ علم حدیث کے علاوہ فقہ میں بھی آپ کو خاص دسترس حاصل تھی۔ آپ کی فقہی جزئیات پر گہری نظر کے مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ بھی نا صرف قائل تھے۔ بلکہ آپ کی رائے پر مکمل اعتماد فرماتے تھے۔ جمعیت علماء اسلام میں آپ شامل ہوئے۔ مقامی ذمہ داری سے لے کر مرکزی سینئر نائب امیر کے عہدوں نے آپ سے انتساب کا شرف حاصل کیا۔ مولانا محمد مراد جمعیت علماء اسلام کی فقہی مجلس کے رئیس بھی رہے۔

صوبہ سندھ میں آپ کا وجود جمعیت علماء اسلام کی شناخت تھا۔ آپ خوبیوں کا مجموعہ تھے۔ حق تعالیٰ نے آپ کو سراپا خیر بنایا تھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بہی خواہوں میں سے تھے۔ اندرون سندھ ہی نہیں بلکہ عالمی مجلس کی مرکزی ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں ہر سال بڑے اہتمام سے شرکت فرماتے تھے۔ آپ کا زیادہ تر خطاب ''قادیانی ارتداد اور اس کی شرعی سزا'' کے عنوان پر ہوتا تھا۔ آپ کی عالمانہ گفتگو بہت ہی وقیع ہوتی تھی۔ ۱۹۸۵ء میں آپ کی مسجد منزل گاہ سکھر میں یکے بعد دیگرے تین بم دھماکے ہوئے۔ آپ کی جان تو بچ گئی۔ زخم بھی مندمل ہوگئے۔ لیکن اس حادثہ میں آپ کی سماعت ختم ہوگئی۔ آپ کے شاگرد حضرت مولانا شفیع محمد صاحب اس زمانہ میں آپ کے حاضر باش ساتھی تھے۔ آپ تحریری طور پر سائل کی گفتگو مولانا کو لکھ کر دیتے۔ مولانا کے جواب باجواب سے عام وخاص فائدہ حاصل کرتے۔ آپ علم وعمل، تقویٰ وللّٰہیت کے مقام رفیع پر فائز تھے۔ آپ کے وجود سے علم کی بہاریں قائم تھیں۔ آپ نے جمعیت علماء اسلام کے اسٹیج سے ہر تحریک میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں قید وبند کی صعوبتوں کو برداشت کر کے تحریک ختم نبوت کے جرنیل قرار پائے۔

آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت سندھ کے عہدیدار بھی رہے۔ آپ نے قومی اتحاد اور ایم۔ آر۔ ڈی کی تحریکوں میں حصہ لیا۔ آپ کے فتاویٰ جات سندھی زبان میں کتابی شکل میں ''فتاویٰ محمد مراد ہالیجویؒ'' کے نام سے شائع شدہ ہیں۔ آپ کے ''مقالات محمد مراد ہالیجویؒ'' کے نام سے اردو میں شائع شدہ ہیں۔ جو آپ کے علم وفضل پر کامل دسترس کے شاہد عدل ہیں۔ آپ اپنے علاقہ میں اکابر علماء کی روایات کے امین تھے۔ دراز قد، مضبوط قویٰ، اور اعلیٰ نقوش کے حامل خوبصورت عالم دین تھے۔ رنگ پکا، علم اس سے زیادہ گہرا اور پکا، چلنے میں علماء کی شان، چہرہ پر علم کی نورانیت کی صدا بہار کیفیت کو دیکھ کر اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ آپ کا وجود اس دور میں اللہ رب العزت کی رحمتوں کا مورد تھا۔ اللہ تعالیٰ آخرت کے پیش آمدہ سفر میں بھی اپنی خصوصی رحمتوں کا آپ کو حامل بنائیں۔ اگلے دن مورخہ ۷؍مئی ۲۰۱۱ء کو جامعہ حمادیہ منزل گاہ میں جنازہ ہوا۔ ہالیجی شریف کے عام قبرستان میں سپرد خاک ہوئے۔ اب مدتوں آپ کے تذکرے رہیں گے۔ دنیا انہیں ڈھونڈے گی۔ مگر پا نہ سکے گی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

رحمۃ للعالمین ﷺ اور اہل مکہ

مولانا توحید عالم بجنوری

حیاتِ طیبہ کی ایک جھلک!

ظہورِ قدسی:

آفتاب ہدایت، امام الانبیاء، حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا میں تشریف لاتے ہیں تو صورت حال یہ تھی کہ ولادت مبارکہ سے پہلے ہی والد بزرگوار حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کا انتقال ہوچکا تھا، لیکن دادا محترم عبدالمطلب خود بھی یتیمی کا زمانہ دیکھ چکے تھے، اس لئے اپنے چوبیس سالہ نوجوان پیارے فرزند عبداللہ کی اس یادگار کو بہت پیار اور محبت دیتے تھے، چنانچہ پیدائش کی خبر پاتے ہی نومولود کو بی بی آمنہ سے لے کر خانہ کعبہ میں لے گئے اور دعاوغیرہ سے فراغت کے بعد لائے اور محمد نام رکھا، جب کہ والدہ ماجدہ نے الہامی نام احمد رکھا، دونوں ہی نام عرب معاشرہ کے لئے نئے تھے۔ قریش نے عبدالمطلب سے کہا کہ یہ نام تو بالکل نیا ہے تو جواب دیا کہ مسمّٰی ہی نرالہ ہے سردار مکہ نے ساتویں دن ولیمہ کیا اور تمام قریش کی دعوت کی، آپ کے چچا ابولہب نے جب بھتیجے کی ولادت باسعادت کی خبر سنی تو اپنی کنیز ثوبیہ کو نومولود کی خدمت کے لئے آزاد کردیا، یہ ان خوش نصیب خواتین میں سے ہیں، جن کو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانے کی سعادت میسر ہوئی، کیونکہ ابتداء میں آپ کو حضرت آمنہ نے اور ان کے بعد حضرت ثوبیہ نے دودھ پلایا، انہوں نے ہی حضرت حمزہ کو بھی دودھ پلایا تھا، اسی لئے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ آپؐ کے چچا بھی تھے اور دودھ شریک بھائی بھی، پھر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانے کی سعادت عظمیٰ حضرت حلیمہ سعدیہ کے حصہ میں آئی، جو ظہورِ اسلام کے بعد مسلمان ہوئیں رضی اللہ عنہا وعنہم۔

قضاوقدر کا کرشمہ ہی تھا کہ چھ سال کی عمر ہی کیا ہوتی ہے؟ اسی عہد طفولیت میں والدہ ماجدہ بھی خدا کو پیاری ہوگئیں، لیکن دادا محترم کا مشفقانہ سایہ ابھی باقی تھا، تربیت و پرورش کی ذمہ داری بھی دادا محترم فرمارہے تھے، ابھی ماں کا غم غلط بھی نہ ہوا تھا کہ دادا بھی داغ مفارقت دے کر خدا کو پیارے ہوگئے، اب تربیت وپرورش کا بار چچا محترم ابوطالب نے بڑی خوش اسلوبی اور انتہائی شفقت ومحبت کے ساتھ اٹھایا اور ماں باپ یادادا کے غم کو غلط فرمانے میں مکمل تعاون دیا، لیکن خداوند قدوس اپنے محبوب کو اس طریقے کے واقعات وحوادثات سے اشارہ دینا چاہتا تھا کہ اصل مربی اور رب وہ ذات ہے جو ''حی لا یموت'' ہے اور آپ کو ظاہری مربیوں کی تربیت اور پرورش سے بے نیاز فرمادیا پھر ایسی پرورش ہوئی کہ ساری دنیا بھی مل کر نہ کرسکے، لہٰذا عجیب شان والا بچہ ہے اور نرالے اوصاف سے متصف ہے کہ نہ کھیل ہے نہ کود، نہ بچوں سی ضد ہے اور نہ بیہودہ حرکتیں، نہ لڑائی ہے نہ جھگڑا، بلکہ ایسے اوصاف ہیں جو بڑوں بڑوں میں ناپید ہیں، ہمیشہ سچ بولنا اور سچ کو فطرت ثانیہ بنالینا کہ عرب صادق کا لقب دینے پر مجبور ہوئے، حالانکہ اس دور جاہلیت میں خلاف واقعہ اور جھوٹ کو ایک کمال تصور کیا جاتا تھا، اسی طرح امانت ودیانت آپؐ میں اس قدر پائی جاتی تھی کہ عبداللہ کے اس دُرِّ یتیم اور آمنہ کے لال کو قریش امین سے یاد کرتے تھے، جب کہ اس شرور وفتن کے دور میں بچوں کو چھوڑیے بڑوں میں بھی شاذونادر ہی امانت ودیانت پائی جاتی تھی۔

نکاح:

بچپن سے جوانی تک آپؐ کے اخلاق حسنہ اور عبادات مبارکہ سے قریب قریب تمام قریش متاثر تھے، اسی لئے تمام مکہ میں آپ کو پیار، محبت، شفقت اور الفت خوب ملی اور ہر طرف آپؐ کے بلند کردار، اچھے اخلاق اور پاکیزہ عادات وصفات کا چرچہ تھا، شدہ شدہ یہ خبریں ایک پاکباز اور خوش بخت خاتون حضرت خدیجہ بنت خویلد کو بھی پہنچیں اور یہ خاتون پہلے سے دو شوہروں کے ساتھ رہ چکی تھیں، صاحب اولاد تھیں، ساتھ ہی صاحب ثروت ودولت بھی، لہٰذا اس خاتون نے آپ کو اپنا مال لے کر ملک شام تجارت کے لئے بھیجا اور اپنے ایک غلام میسرہ کو ساتھ میں لگایا پورے سفر میں اس غلام نے آپؐ کے اعلیٰ اخلاق اور بلند کردار وعادات کا خوب مشاہدہ کیا اور تجارت میں بھی خوب نفع حاصل ہوا واپسی پر غلام میسرہ نے خدیجۃ الکبریٰ سے حالات سفر بیان کئے، تو آپؐ کے اخلاق، کردار، عادات اوصاف بیان کرتے کرتے تھکتے نہ تھے جس کا خدیجہؓ کے دل پر عجیب اثر ہوا، لہٰذا انہوں نے اپنی خواتین سے مشورہ کرکے آپؐ کو پیغام نکاح دیا، یہ خاتون اگرچہ بیوہ تھیں، لیکن بڑے بڑے سرداروں کے پیغامات ٹھکرا چکی تھیں اور

آپ کو سنت انبیاء پر عمل کرنا اور امت کو سبق دینا تھا، لہٰذا چچا بزرگوار حضرت ابوطالب سے مشورہ کیا اور اشارہ پاکر پیغام قبول فرمایا۔ واضح رہے کہ عین عنفوان شباب کا عہد تھا، اگر نفسانی خواہشات کی تکمیل مقصود ہوتی تو اپنے سے پندرہ سال بڑی اور صاحب اولاد بیوہ خاتون سے عقد نہ فرماکر کسی دوشیزہ اور نوجوان خوبصورت و خوبرو لڑکی سے عقد نکاح ہوتا، البتہ حضرت خدیجہ بنت خویلد بھی معزز اور شریف خاندان وقبیلہ سے تھیں، جیسا کہ آپ نجیب الطرفین تھے، یعنی آپ کا ددھیال اور ننھیال دونوں ہی عرب کے بہترین قبیلے، بہترین قوم اور بہترین شاخ تھے، یہی وجہ بھی تھی کہ آپ کا تمام قریش ادب واحترام کرتے تھے، پس آپ کے عقد مسنون میں تمام رؤسائے قریش شریک ہوئے اور خطبہ ابوطالب نے پڑھا اور یہ نکاح نہایت بابرکت ثابت ہوا۔

قیامِ امن انجمن کا قیام:

اس نکاح اور عقد کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سارا وقت عبادت خدا اور بنی آدم کی فلاح و بہبود اور خیر اندیشی میں گزرتا تھا، انہی دنوں آپؐ نے اکثر قبائل کے سرداروں اور باشعور لوگوں کو ملک کی بے امنی، راستوں کا خطرناک ہونا، مسافروں کا لٹنا اور غریبوں، کمزوروں اور زیردستوں پر زبردستوں کا ظلم بیان کرکے ان سب باتوں کی اصلاح پر توجہ دلائی، آخر ایک انجمن اور کمیٹی قائم ہوئی جس میں بنو ہاشم، بنو مطلب، بنو اسد، بنو زہرہ اور بنو تمیم شامل ہوئے اور اس انجمن و کمیٹی کے اہم مقاصد یہ تھے:

(۱) ''ملک سے بے امنی دور کرنا،

(۲) مسافروں کی حفاظت کرنا،

(۳) غریبوں کی امداد کرنا،

(۴) زبردستوں کو زیردستوں پر ظلم کرنے سے روکنا۔'' (رحمۃ للعالمین، ج:۱، ص:۴۳)

واقعۂ تحکیم:

اسی طرح جب تعمیر کعبہ کے موقع پر حجر اسود کو نصب کرنے میں تمام قبائل قریش باہم شدید اختلاف کا شکار ہوئے یعنی ہر قبیلہ اور خاندان حجر اسود کو نصب کرنے کی دولت اور سعادت حاصل کرنا چاہتا تھا، یہ اختلاف جب حد سے تجاوز کرگیا تو ابوامیہ بن مغیرہ نے رائے دی کہ کسی کو حَکم اور فیصل بنالیا جائے، پھر اس کے فیصلہ اور حکم پر عمل کیا جائے، اپنے سب سے معمر شخص کی رائے کو تمام قبائل نے پسند کیا اور یہ طے ہوا کہ کل صبح خانہ کعبہ میں جو سب سے پہلے آئے وہی حکم ہوگا، حسن اتفاق کہ سب سے پہلے حرم میں آنے والے شخص حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور جب قریش نے دیکھا کہ محمد ہیں تو خوشی سے نعرہ لگایا: ''ھذا الامین رضیناہ''... امین آئے ہم سب راضی اور خوش ہیں... چنانچہ آپؐ نے ایسا حکیمانہ فیصلہ فرمایا کہ نہ کسی کی دل شکنی ہوئی اور نہ کوئی اس دولت وسعادت سے محروم رہا۔ (ہادیٔ عالم، ص:۵۳)

قرب زمانۂ بعثت:

جب بعثت کا زمانہ قریب ہوا تو آپ کو آبادی سے وحشت ہونے لگی اور آپ تنہائی تلاش کرنے لگے، چنانچہ پہاڑوں میں جاکر غار حرا میں کئی کئی دن قیام فرماتے، ستو اور پانی اپنے ہمراہ لے جاتے یا کبھی کبھی حضرت خدیجہ بھی کھانا وغیرہ پہنچادیتی تھیں، وہاں عبادت خداوندی میں مصروف رہتے، اس عبادت میں تحمید و تقدیس الٰہی کے ساتھ قدرت الٰہیہ پر تدبیر وتفکر بھی شامل تھا، اسی وقت آپ کو رات میں خواب دکھنے شروع ہوئے اور یہ خواب نہایت سچے ہوتے تھے، یعنی جو کچھ رات میں خواب میں نظر آتا دن میں ویسا ہی ظہور میں آتا۔

(رحمۃ للعالمین، بحوالہ مشکوٰۃ شریف عن عائشہ، ص:۵۱۳)

بعثت ونبوت:

جب آپ کی عمر قمری حساب سے چالیس سے ایک دن اوپر ہوئی، وہ دوشنبہ کا دن تھا، تو حضرت روح الامین علیہ السلام حکم نبوت لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اس وقت آپ غارِ حرا کے اندر عبادت میں مصروف تھے، حضرت روح الامین علیہ السلام نے کہا: یا محمد! بشارت قبول کیجئے، آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں جبرئیل ہوں۔

تبلیغ کا آغاز:

اس کے بعد ایک عرصہ تک سلسلۂ وحی بند رہا، یہی فترت وحی کا زمانہ کہلاتا ہے... جب وحی کا سلسلہ شروع ہوا تو آپؐ نے دامن کوہ سے واپس ہوکر تبلیغ شروع فرمادی، یہاں تک کہ اسلام اور اشاعت دین کا آغاز ہوا، بلکہ یوں کہا جائے تو بے جانہ ہوگا کہ مصائب وآلام کا دور شروع ہوا، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم نے نبوت اور وحدت خداوندی کا اعلان فرمایا تو خواتین میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، دوستوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، بچوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، غلاموں میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور باندیوں میں حضرت ثوبیہ مشرف باسلام ہوئے، یہ سب وہ حضرات اور شخصیات ہیں جو آپؐ کے چالیس سال کے لحہ لحہ اور ہر ہر حرکت وسکون سے واقف تھے، ان سب کا اول وہلہ میں مسلمان ہوجانا آپؐ کی اعلیٰ صداقت اور راست بازی کی قوی دلیل ہے، لیکن قریش میں کھلبلی مچ گئی اور وہ لوگ جو زنا، جوا، قتل، عہد شکنی، آوارگی، ہر ایک قانون وعدہ کی بندش وقیود سے آزاد رہے، بے شمار عورتوں کو گھر میں ڈال رکھنے کے عادی تھے اور قانون اسلام ان کو اپنی پیاری بلکہ محبوب ترین عادت کا دشمن معلوم ہوتا تھا، لہٰذا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت پر کمر باندھ لی اور اسلام کا نام ونشان مٹانے کا فیصلہ کرلیا، چنانچہ وہی قبائل قریش جو آپ کو پیار ومحبت دیتے تھے، جان کے دشمن بن گئے، جو ادب واحترام کرتے تھے،

اب وہ نام لینا بھی گوارا نہ کرتے تھے، نام و نشان مٹانے کے درپے ہوگئے، چچا جو خوشی میں باندی کو آزاد کرچکا تھا، طرح طرح سے تکالیف پہنچانے لگا۔

رحمۃ للعالمین ﷺ کے ساتھ قریش کی بدسلوکیاں:

بسا اوقات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں کانٹے بچھائے جاتے، تاکہ پاؤں مبارک زخمی ہوں، آپؐ کے دروازے پر غلاظتیں اور گندی چیزیں پھینکی جاتیں، تاکہ صحت اور جمعیت خاطر میں خلل پیدا ہو، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کا چشم دید بیان ہے کہ ایک روز آپ صحن کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے، عقبہ بن ابی معیط آیا اور اپنی چادر کو لپیٹ کر رسی جیسا بنایا، جب اللہ کا رسول سجدہ میں گیا تو چادر حضرت کی گردن میں ڈال کر پیچ دینے شروع کئے اور آپ کی مبارک گردن بہت بھینچ گئی تاہم رسول اللہ اسی اطمینان قلب سے سجدے میں پڑے رہے، تا آنکہ ابوبکرؓ وہاں آئے، انہوں نے عقبہ کو دھکا دے کر ہٹایا اور فرمایا: جو آیت مبارکہ ہے:

”أتقتلون رجلاً ان یقول ربی اللہ وقد جاء کم بالبینات۔“

ترجمہ: ”کیا تم ایسے بزرگ آدمی کو مارتے ہو اور صرف اس جرم میں کہ وہ اللہ کو اپنا پروردگار کہتا ہے اور تمہارے پاس روشن دلائل بھی لے کر آیا ہے۔“ (رحمۃ للعالمین، بخاری شریف باب مالقی النبی من المشرکین،)

ایک اور واقعہ ہے کہ آپ حرم شریف میں نماز میں مشغول تھے اور قریش بھی بیٹھے ہوئے تھے مردود ابوجہل نے کہا کہ آج شہر میں فلاں جگہ اونٹ ذبح ہوا ہے اوجھڑی پڑی ہوئی ہے، کوئی جاکر اٹھالائے بدبخت عقبہ اٹھا اور نجاست بھری اوجھ اٹھالیا، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں گئے تو مبارک پیٹھ پر رکھ دی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو رب العزت کی طرف متوجہ تھے، کچھ خبر بھی نہ ہوئی، کفار مارے خوشی اور ہنسی کے لوٹے جاتے تھے۔

ایذا رسانی کی باقاعدہ کمیٹی:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو ظلم و زیادتی اور جور و ستم ہو رہے تھے کفار قریش انہیں ہنوز ناکافی سمجھتے تھے، چنانچہ متفرق کوششوں کے لئے باقاعدہ کمیٹی تشکیل دی، جس کا میر مجلس اور امیر عبدالعزیٰ ابولہب مقرر ہوا اور مکہ کے پچیس رؤسا اور سردار اس کے ممبران منتخب ہوئے، اس کمیٹی کی مہم اور ذمہ داری یہ طے ہوئی کہ جو لوگ دور دراز کے علاقوں سے مکہ آئیں، انہیں اللہ کے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہا جائے، تاکہ وہ ان کی باتیں نہ سنیں اور ان کی عظمت اور توحید و رسالت کے قائل نہ ہوں، ایک نے کہا کہ ہم کاہن بتلائیں گے، ولید بن مغیرہ بولا: میں نے بہت سے کاہن دیکھے ہیں، ان کی باتوں میں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی باتوں میں یگانگت نہیں ہے، اس لئے عرب ہمیں جھوٹا کہیں گے، پس کچھ اور کہا جائے، دوسرے نے کہا: دیوانہ کہیں گے، ولید نے کہا: محمد کو دیوانگی سے کیا نسبت ہے؟ ایک بولا: ہم شاعر کہیں گے، ولید بولا: ہم خوب جانتے ہیں کہ شعر کیا ہوتا ہے، اصناف سخن ہم کو بخوبی معلوم ہیں، محمدؐ کے کلام کو شعر سے ذرہ بھی مشابہت نہیں، کسی نے کہا: ہم جادوگر کہیں گے، ولید نے کہا: محمدؐ جس طہارت، نفاست اور لطافت سے رہتا ہے وہ ساحروں اور جادوگروں میں کہاں ہوتی ہے؟ سب سے عاجز و قاصر ہوکر کہا: چچا آپ ہی بتائیں ہم کیا کہیں؟ ولید نے کہا کہ کہنے کے لئے بس ایک بات ہے کہ اس کے کلام میں کچھ ایسا اثر ہے، جس سے باپ بیٹے، بھائی بھائی اور میاں بیوی میں جدائی ہو جاتی ہے، اس لئے اس کی باتوں کے سننے سے بچا جائے اور پرہیز کیا جائے، یہ تجویز منظور ہوگئی۔

(سیرت ابن ہشام ص:۹۰، ج:اول)

دوسری کمیٹی یہ بنائی گئی کہ محمدؐ کو طرح طرح سے دق اور پریشان کیا جائے، بات بات میں اس کی ہنسی اڑائی جائے، تمسخر تکالیف دی جائیں اور محمدؐ کو سچا جاننے اور ماننے والوں کو انتہائی درجہ کی تکالیف سے دوچار کیا جائے۔

جاں نثاروں پر ظلم و ستم:

چنانچہ تمام مسلمانوں اور ہمدردانِ نبی کو شعب ابی طالب میں بائیکاٹ کرکے قید کیا گیا، حضرت بلال حبشیؓ کو امیہ بن خلف گلے میں رسی ڈال کر اوباش لڑکوں کو دے دیتا وہ ان کو پہاڑوں اور پتھروں میں گھسیٹتے پھرتے، مکہ کی گرم اور تپتی ریت پر انہیں لٹادیا جاتا اور گرم پتھر ان کی چھاتی پر رکھ دیئے جاتے، مشکیں باندھ کر لاٹھی ڈنڈوں سے پیٹا جاتا، دھوپ میں بٹھادیا جاتا، بھوکا پیاسا رکھا جاتا، حضرت بلالؓ ان تمام ایذاؤں پر صبر فرماتے تھے، ایک مرتبہ صدیق اکبرؓ نے دیکھ لیا تو خرید کر آزاد فرمادیا۔ حضرت عمارؓ ان کے والد حضرت یاسرؓ اور والدہ حضرت سمیہؓ کو مختلف سزائیں دی جاتی تھیں، مردود ابن ہشام ابوجہل نے ایک برچھا حضرت سمیہ کی اندام نہانی پر مارا جس سے بیچاری انتقال کر گئیں اور اسلام میں پہلی شہادت پیش کرنے والی خاتون ہوئیں۔ حضرت ابوفکیہ جن کا نام افلح تھا، ان کے پاؤں میں زنجیریں باندھ کر پتھریلی زمین پر گھسیٹا جاتا، حضرت خباب بن الارتؓ کے سر کے بال کھینچے جاتے، گردن مروڑی جاتی اور بارہا آگ کے دہکتے ہوئے شعلوں اور انگاروں پر لٹایا جاتا، حضرت عثمان بن عفانؓ کے اسلام لانے کا علم جب ان کے چچا کو ہوا تو وہ کمبخت حضرت عثمانؓ کو کھجور کی چٹائی میں لپیٹ کر باندھ دیتا اور نیچے سے دھواں دیا کرتا تھا، حضرت مصعب بن عمیرؓ کو ان کی والدہ نے گھر سے

نکال دیا تھا، جرم صرف اسلام کا قبول کرنا تھا۔ بعض جاں نثاروں کو قریش گائے اور اونٹ کے چمڑوں میں لپیٹ کر دھوپ میں پھینک دیتے تھے اور بعض کو لوہے کی زرہیں پہنا کر پتھروں پر گرا دیتے تھے، انتہا یہ ہوئی کہ گھر بار چھوڑنے پر مجبور کیا، کبھی اسلام کے شیدائی حبشہ کی جانب ہجرت کرتے ہیں اور کبھی یثرب (مدینہ منورہ) کی طرف اور شہر چھوڑنے کے بعد بھی پیچھا نہیں چھوڑا کبھی نجاشی کے دربار میں مسلمانوں کے خلاف شکایات لے کر گئے اور کبھی مدینہ پر بار بار چڑھائی کر کے مسلمانوں اور اہل اسلام کو پریشان کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، لیکن ہجرت مدینہ اور ہجرت حبشہ اسلام کی ترقی کے لئے سنگ میل ثابت ہوئیں، چنانچہ اسلام کو رفتہ رفتہ عروج ہوتا رہا۔

قریش کی عہد شکنی:

کفار مکہ ابھی تک اپنی حرکات سے باز نہیں آئے تھے کہ اسی دوران صلح حدیبیہ کا واقعہ بھی پیش آیا اور کفار مکہ نے اپنی دیرینہ عادت کے موافق صلح کی خلاف ورزی کی، کیونکہ معاہدہ تھا کہ دس سال تک باہم جنگ اور لڑائی نہیں ہوگی اور جو قبائل چاہیں قریش سے مل جائیں اور جو چاہیں مسلمانوں سے مل جائیں، پس بنو بکر نے قریش کا ساتھ دینا پسند کیا اور بنو خزاعہ نے مسلمانوں سے معاہدہ کیا، وہ مسلمانوں کے حلیف ہوگئے، ابھی صلح حدیبیہ کو دو سال بھی نہ گزرے تھے کہ بنو بکر نے بنو خزاعہ پر حملہ کیا اور قریش نے اسلحہ سے بنو بکر کی امداد کی، مزید برآں عکرمہ بن ابی جہل، سہیل بن عمرو اور صفوان بن امیہ نے جو سرداران قریش تھے، نقاب اوڑھ کر اپنے حوالی اور موالی کے ساتھ حملہ میں بنو بکر کا ساتھ دیا، لہٰذا اللہ کے نبیؐ اپنے حلیف اور دوست قبیلے بنو خزاعہ کی حفاظت کی غرض سے دس ہزار کی جمعیت لے کر ماہ رمضان ۸ ہجری میں مکہ مکرمہ کی جانب روانہ ہوئے اور آپ کا قصد یہ تھا کہ اہل مکہ کو اس آمد کی خبر اور اطلاع نہ ہونے پائے، چنانچہ ایسا ہی ہوا، جب آپ مکہ کے باہر خیمہ زن ہوگئے اور اہل مکہ کو باخبر کرنے کے لئے لشکر میں الاؤ روشن کرنے کا حکم فرمایا تب ان کو خبر ہوئی، رات میں قیام کے بعد صبح کے وقت لشکر اسلام کو مختلف راستوں سے شہر میں داخلہ کا حکم فرمایا اور درج ذیل ہدایات اور احکام پر عمل کرنے اور پابندی کرنے کی تاکید فرمائی:

(۱) جو شخص ہتھیار پھینک دے اسے قتل نہ کیا جائے۔

(۲) جو شخص خانہ کعبہ میں چلا جائے اسے قتل نہ کیا جائے۔

(۳) جو اپنے گھر میں بیٹھ جائے اسے قتل نہ کیا جائے۔

(۴) جو شخص ابوسفیان کے گھر چلا جائے اسے قتل نہ کیا جائے۔

(۵) جو شخص حکیم بن حزام کے گھر چلا جائے اسے قتل نہ کیا جائے۔

(۶) بھاگنے والوں کا تعاقب نہ کیا جائے۔

(۷) زخمی کو قتل نہ کیا جائے۔

(۸) قیدیوں، بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کیا جائے۔

یہ ہدایات اس شخص اور مظلوم کی اس ظالم قوم کے لئے ہیں، جس نے جینا دوبھر اور زندگی حرام کر رکھی تھی، یہی ہے صفت رحمۃ للعالمینؐ۔ بہرکیف مختلف راستوں سے داخل ہونے والے اسلامی دستوں میں سے صرف حضرت خالد بن ولیدؓ کے دستہ سے کچھ تعارض ہوا، جس میں معارضین کو بھاگنے کی نوبت پیش آئی، باقی تمام دستے بلا مزاحمت داخل شہر ہوگئے، آج وہ قوم جو مغلوب و مقہور ہو کر ہجرت پر مجبور ہوئی تھی، وہی فاتحانہ شان و شوکت کے ساتھ مکہ میں داخل ہو رہی تھی، اس لئے بعض حضرات کی زبان پر بے ساختہ یہ جملہ آ گیا ''الیوم یوم الملحمہ'' (آج مقابلہ اور بدلے کا دن ہے) لیکن قربان جایئے اللہ کے نبی رحمۃ للعالمینؐ پر کہ فوراً رد کیا اور فرمایا کہ کہو ''الیوم یوم المرحمہ'' (آج رحم کرنے اور معاف کرنے کا دن ہے) خدا کے برگزیدہ رسولؐ ۲۰ رمضان ۸ ہجری کو جب مکہ میں داخل ہوئے اس وقت سر جھکائے سورۂ فتح کی تلاوت میں مصروف تھے اور اونٹ پر سوار ہو کر بیت اللہ کی جانب چلے جارہے تھے، وہاں پہنچ کر خدا کے مقدس گھر کو بتوں کی آلائش سے پاک فرمایا، اس وقت خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے، اللہ کے رسول کمان کے گوشے یا چھڑی کی نوک سے ہر ایک بت کو گراتے جاتے اور زبان مبارک سے پڑھتے جاتے تھے: ''جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا'' (حق کا غلبہ ہوا اور باطل ملیامیٹ ہوا اور وہ اسی لئے ہے) ''جاء الحق وما يبدئ الباطل وما يعيد'' (حق آ گیا اور باطل نہ کرنے کا رہا نہ دھرنے کا) پھر رحمۃ للعالمینؐ نے کعبۃ اللہ کے کلید بردار عثمان بن ابی طلحہ کو بلا کر چابی لی پھر خانہ کعبہ میں جا کر ہر ہر گوشہ میں اللہ اکبر کے ترانے گائے، شکرانے کی نماز ادا کی پھر نہایت عجز و انکساری کے ساتھ اللہ رب العزت کے سامنے پیشانی خاک پر رکھ دی، اسی دوران وہ تمام بڑے بڑے لوگ اور سرداران قریش جمع ہوگئے، جنہوں نے متعدد مسلمانوں اور اسلام کا نام لینے والوں کو شہید کیا یا کرایا تھا، سینکڑوں نبی کے جاں نثاروں کو ایذائیں اور تکالیف دے کر گھر بار چھوڑنے اور مکہ سے نکلنے پر مجبور کیا تھا، اسلام کو تباہ و برباد کرنے میں اور مسلمانوں کو ذلیل و رسوا کرنے میں حبشہ، شام، نجد اور یمن تک کے سفر کئے تھے، جنہوں نے مدینۃ الرسول پر بار بار حملے کئے تھے، مکہ سے ساڑھے تین سو میل دور بھی خدا کے نبی اور اس کے ماننے والوں کو چین کی سانس نہیں لینے دی تھی، حاصل یہ ہے کہ جو لوگ اسلام اور مسلمانوں کو فنا کرنے میں زر سے، زور سے، تدبیر سے، ہتھیار سے اور تزویر سے اپنا سارا زور صرف کر چکے تھے اور اکیس سال تک اپنی ناکام کوششوں میں برابر منہمک رہے

تھے، آج رحمۃ للعالمینؐ کے سامنے سر جھکائے رحم کی درخواست زبانِ حال وقال سے کر رہے تھے اور خدا کے وہ رسول جو رحمۃ للعالمین کی شان کے ساتھ مبعوث ہوئے تھے، اس جماعت اور گروہ قریش کی طرف نگاہ رحمت سے دیکھ رہے تھے اور اپنی شانِ رحمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے تمام حالات کو نظر انداز فرما کر زبان رحمت سے کہہ رہے تھے:

”اے گروہ قریش! خدا نے تمہاری جاہلانہ نخوت اور آباء واجداد پر اترانے کا غرور آج توڑ دیا (سچ تو یہ ہے) سب لوگ آدم علیہ السلام کے فرزند ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں (اللہ تعالیٰ فرماتے ہے) اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد وعورت سے بنایا اور خاندان و قبیلے سب جان پہچان کے لئے بنائے ہیں اور خدا کے یہاں تو اس کی عزت زیادہ ہے، جس میں تقویٰ زیادہ ہو۔“

پھر رحمۃ للعالمینؐ نے فرمایا: اے سرداران قریش! اللہ کے رسول سے کس طریقہ کے برتاؤ کی توقع لے کر آئے ہو؟ مکہ والوں نے کہا کہ ہمیں اپنے سردار کے فرزند سے عمدہ سلوک اور اچھے برتاؤ کی امید وتوقع ہے، رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: آج تمہارے ساتھ وہی معاملہ ہوگا جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا تھا، لہٰذا تمام لوگوں کو معاف فرما کر صرف ایسے چند حضرات کے لئے جو زندگی بھر اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے دشمن تھے فرمایا کہ جہاں ملیں قتل کر دیا جائے، ایسے لوگوں کی تعداد بھی پندرہ سولہ سے متجاوز نہ تھی، لیکن ان میں بھی جو مسلمان ہو کر رحمت دو عالمؐ سے رحم کی درخواست کرتے، انہیں بھی معافی دے کر صلہ رحمی کی مثال قائم فرمادی۔

حرفِ آخر:

رحمت دو عالمؐ کی حیات طیبہ اور مبارک زندگی کو تین ادوار اور حصوں پر تقسیم کیا جاسکتا ہے:

(۱) بعثت و نبوت سے قبل چالیس سال۔ اس پوری مدت اور پورے عرصے میں تمام قریش خواہ اپنے ہوں یا پرائے، چھوٹے ہوں یا بڑے سب ہی آمنہ کے لال اور عبداللہ کے فرزند پر جاں نثار تھے، شفقت ومحبت سے پیش آتے تھے اور ادب واحترام کی وجہ سے نام نہ لے کر صادق اور امین کے لقب سے پکارتے تھے۔

(۲) دوسرا دور بعثت و نبوت کے بعد سے فتح مکہ تک۔ اکیس سال کے اس عرصے میں صورتِ حال یکسر بدل گئی تھی اور قریش کا بچہ بچہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جانی دشمن تھا اور عداوت و دشمنی میں بھی حد سے متجاوز تھا اور صورت حال کے بدلنے کی وجہ صرف یہ تھی کہ قریش کو اپنی آزاد خیالی، بے مہار زندگی اور مذہب وقانون کی بندش سے بے پرواہ رہنے جیسی عادت کے لئے اسلام اور بانی اسلام دشمن نظر آتے تھے، لہٰذا مذہب اسلام اور اسلام کا نام لینے والوں کا نام ونشان مٹانا انہوں نے اپنا مقصد زندگی بنالیا تھا۔

(۳) تیسرا دور فتح مکہ سے شروع ہوتا ہے، یہ دور مندرجہ دوسرے دور سے بالکل مختلف تھا کہ جو قوم پہلے طاقتور اور زور آور تھی وہ اب کمزور وناتواں ہو چکی تھی اور جو حضرات دوسرے دور میں بے سروسامانی کے عالم میں تھے، وہ خداوند عالم کے فضل وکرم سے بھاری جمعیت اور ساز وسامان سے آراستہ ہو چکے تھے اور صورت حال اس لحاظ سے بھی بدلی ہوئی تھی کہ دوسرے دور میں جو قوم طاقتور اور زور آور تھی وہ کمزوروں پر ظلم وستم کو روا رکھتی تھی بلکہ کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتی تھی اور جو حضرات اس تیسرے دور میں غالب تھے وہ ظلم تو کجا بدلہ لینے کو جائز نہیں کہہ رہے تھے جب کہ عالمی تاریخ بتاتی ہے کہ ہمیشہ فاتح قوم نے مفتوحوں پر ظلم کیا ہے، لیکن یہ قوم اقوام کی تاریخ سے سبق لینے یا اس پر عمل کرنے کے لئے نہیں، بلکہ ایک ایسی نئی تاریخ رقم کرنے والی قوم تھی اور ہے، جسے تا ابد اقوام عالم دیکھتی رہیں اور اس سے سبق لے کر عالم کو فتح کرنے کا راستہ ہموار کریں، اسی کو سیرت نگار اور مورخ اسلام لکھتے ہیں کہ:

”اسلام بزورِ شمشیر نہیں پھیلا، بلکہ اسلام کی نشر واشاعت اخلاق حسنہ کے ذریعہ ہوئی ہے اور فتح مکہ اس کی زندہ جاوید مثال ہے کہ قریش کا غرور اور گھمنڈ خاک میں مل چکا تھا اور اپنی زندگی کی بھیک مانگنے کے لئے بیت اللہ شریف میں جمع تھے، ادھر اللہ کا وہ رسولؐ جو آٹھ سال پہلے اسی مادر وطن کو چھوڑنے پر مجبور ہوا تھا اور ساڑھے تین سو میل کے فاصلے پر بھی قریش سے متعدد مرتبہ دق اور پریشان ہو چکا تھا، اگر چاہتا تو بیک زبان ان کی گردن کاٹنے کا حکم فرماتا، کیونکہ ان میں مسلمانوں کے قاتل، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے بڑے دشمن، اسد اللہ حضرت حمزہؓ کا قاتل، ان کی مبارک نعش کی بے حرمتی کرنے والا اور حضرت حمزہؓ کا کلیجہ چبانے والی وغیرہ وغیرہ ایسے بہت سے تھے جن سے نہ بھولنے والی ایذائیں اور تکالیف پہنچی تھیں، لیکن اللہ کے رسول رحمۃ للعالمین ہیں اور وہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعہ کو دوبارہ زندہ فرمانے والے ہیں۔“

لہٰذا وہی معاملہ فرمایا جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا تھا، آپؐ نے فرمایا کہ تم سب پر آج کوئی گرفت نہ ہوگی، چنانچہ اس اخلاق کا اثر یہ ہوا کہ وہ سب مسلمان ہوگئے، یہ ہے اشاعتِ اسلام کا اصل سبب، اللہ رب العزت تمام ملت کو اخلاق نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر عمل کرنے کی سعادت عظمیٰ نصیب فرمائے۔ آمین“ ☆

صرف ارادہ نہیں! عزم صادق کی ضرورت

بری عادتیں ترک کرنے کا قیمتی نسخہ

تحریر: شیخ علی طنطاویؒ

ترجمہ: محمد وصاف عالم ندوی

ایک نوجوان نے مجھے خط لکھا، اس کی تحریر سے محسوس ہوتا تھا کہ وہ دین دار ہے اور اس کے مزاج میں صلاح ہے۔ اس نے لکھا تھا کہ وہ روزانہ صبح کو نماز کے لئے اٹھنا چاہتا ہے لیکن آنکھ نہیں کھل پاتی ہے۔ بیدار ہوتے ہوتے آفتاب نکل چکا ہوتا ہے اور اس طرح روزانہ نماز فجر فوت ہوجاتی ہے، میں نے اس کو جواب دیا کہ آپ مصمم عزم نہیں کرتے، اسی لئے ہوتا ہے۔ ورنہ اگر عزم مصمم ہو تو یقیناً آپ بیدار ہوجائیں، میں دل میں سوچ رہا تھا کہ ریڈیو پر جب وہ میرا جواب سنیں گے تو کہیں گے کہ میں رات کو پختہ ارادہ کرتا ہوں، لیکن پھر بھی بیدار نہیں ہو پاتا۔ لیکن میں اپنے جواب پر قائم ہوں کہ آپ عزم کرتے ہیں اگر عزم حقیقی ہو تو یقیناً آپ بیدار ہوجائیں۔ میری دلیل یہ ہے کہ اگر آپ کو شام و لبنان کی مفت سیاحت کی دعوت دی جاتی، مزید ہدیہ و تحائف کی خریداری کے لئے نقد رقم کا وعدہ بھی کیا جاتا تو کیا آپ انکار کردیتے یا فوراً قبول کرلیتے؟ ظاہر ہے کہ قبول کرلیتے، پھر تسلیم کیجئے جس طیارہ سے سفر کرنا ہوتا اگر نماز فجر کے ۱۵ منٹ بعد ہی اس کی پرواز ہوتی تو بتائیے آپ سفر کے لئے بیدار ہوجاتے یا پڑے سوتے رہتے اور کہتے کہ معاف کیجئے میں اٹھ نہ سکا اور اس طرح سیاحت کا یہ موقع کھودیتے؟؟

یقیناً آپ بیدار ہوجاتے، آخر کیا بات ہے کہ سفر کے لئے آپ بیدار ہوجائیں اور نماز کے لئے آنکھ نہ کھل سکے، وجہ یہ ہے کہ سفر کے لئے آپ نے عزم کررکھا تھا اور نماز کی بیداری کے لئے عزم نہیں بلکہ صرف اس کی نیت کی تھی۔

عزم صرف نیک ارادہ کا نام نہیں ہے بلکہ ساتھ ہی اس کے وسائل کو اختیار کرنا بھی ضروری ہے۔ تسلیم کیجئے کہ آپ نے مسجد میں نماز پڑھنے کا عزم کیا لیکن نہ تو وضو کیا اور نہ ہی کپڑے پہنے، نہ گھر سے باہر نکلے تو اس عزم کی آخر قیمت کیا ہے؟ جو فجر کی نماز کے لئے بیدار ہونا چاہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ عشاء کے بعد جلد سوجائے۔ اس طرح یہ بھی ضروری ہے کہ وہ الارم گھڑی بھی بستر سے قریب مناسب جگہ پر رکھے، مزید کسی سے صبح بیدار کرنے کی درخواست بھی کرے جب یہ سارے اسباب اختیار کرے تو اس کو عزم کہا جاتا ہے آپ نے جس طرح صبح کو سفر کے لئے عزم کیا ہے، اسی طرح نماز کے لئے بھی عزم کریں تو پھر آپ کو اس طرح کے سوالات کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔

میں دو باتیں کہا کرتا ہوں، جن کا تعلق تجربہ سے ہے ہمیں نہیں معلوم کہ ماہر نفسیات اس سلسلہ میں کیا کہتے ہیں؟ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ علم النفس تجربات کے مجموعہ کا نام ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ عادت چاہے جس قدر پختہ ہوجائے اس کی تبدیلی ممکن ہے۔ دوسری بات یہ کہ تازہ عمل سے ایک نئی عادت کا آغاز ہوتا ہے، ہمیں اپنے ایک شناسا کے بارے میں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بے پناہ دولت سے نوازا ہے، لیکن حساسیت بھی ان میں بہت زیادہ پائی جاتی ہے اور مزاج میں نزاکت و نفاست بھی بہت ہے۔ ان کے شب و روز کے معمولات ہیں اور کھانے، سونے، جاگنے کے اوقات متعین ہیں حتی کہ ان کے کھانے پینے کی چیزیں بھی متعین ہوتی ہیں اور کھانے پینے کی اپنی ایک ہیئت اور نشست کے عادی ہیں۔ اگر ان کے کھانے کی نوعیت میں بھی کوئی تبدیلی ہوجائے یا ان کے سونے کے معمول میں ذرا فرق آجائے حتی کہ ان کے تکیہ کی اونچائی میں ذرا فرق آجائے یا کھانے کی میز پر ان کی مخصوص کرسی کی جگہ بدل دی جائے یا ان کی چائے میں ذرا شکر کم یا تیز ہوجائے تو پورا گھر سر پر اٹھالیتے اور قیامت برپا کردیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ ایک بار کسی سیاسی مسئلہ کی لپیٹ میں آگئے اور جیل بھیجے گئے اور ایک چھوٹے سے کمرہ میں جس میں بمشکل تین آدمیوں کی گنجائش تھی ۳۰ لوگوں کے ساتھ ڈال دیئے گئے کمرہ میں صرف ایک میلی سی دری ہوتی تھی، اسی پر سب بیٹھتے تھے اور سوتے بھی تھے، کھانے میں ابلا چاول یا شکر قند ہوتی تھی، ایک بڑے سے پتیلے میں رکھ کر سامنے ڈال دیا جاتا تھا، جو کبھی ڈھنگ سے دھلی بھی نہ جاتی تھی۔ سارے قیدی اس سے کھاتے تھے سارے لوگ اپنے چمچے اس میں ڈالتے، اسے منہ سے لگاتے پھر اس میں ڈالتے اور استنجا خانہ کمرہ کے ایک کنارہ پر تھا جو چوپٹ کھلا ہوا تھا نہ تو اس میں دروازہ تھا اور نہ کوئی پردہ، جسے ضرورت ہوتی اپنے تمام رفقاء کے ساتھ اپنی ضرورت پوری کرتا۔ پورے کمرہ میں بری طرح بوپھیلی

ہوتی تھی، پورے کمرہ میں بالشت بھر کا صرف ایک روشن دان تھا، آپ تصور کیجئے کہ ان صاحب کا کیا حال ہوگا؟ شروع کے چند ایام اس طرح گزرے کہ وہ آنکھیں موندے اپنی جگہ بے حس وحرکت پڑے رہتے نہ کچھ دیکھتے، نہ کھاتے نہ پیتے، لہٰذا غسل خانہ جانے کی بھی ضرورت پیش نہ آتی لیکن بھوک کی شدت سے بُرا حال ہوگیا، وہاں کے ماحول سے ذہنی اذیت اور دلی تکلیف سے دوچار ہوئے تو دھیرے دھیرے اس ماحول سے مانوس ہوگئے۔ اسیری نے طول کھینچا تو پھر وہ بھی یہی کھانا کھانے لگے اور اس دری پر سونے لگے اور اس بیت الخلاء میں اپنی ضرورت پوری کرنے لگے پھر جیسا سب کرتے تھے، اسی طرح یہ بھی کرنے لگے اور ماحول میں ڈھل گئے، اور ان کی عادتیں بدل گئیں، خدانخواستہ میرا ارادہ یہ نہیں ہے کہ آپ بھی اس طرح اسیری کی صعوبتوں سے دوچار ہوں پھر آپ کی عادتیں بھی تبدیل ہوں، کیونکہ عادتوں کی تبدیلی بغیر اسیری کے بھی ہوسکتی ہے۔

آپ رمضان المبارک کے مہینہ کو لے لیجئے ابتداً میں جب آپ کو سحری کے لئے اٹھایا جاتا ہے تو آپ کس قدر جھنجھلاتے ہیں اور پریشانی محسوس کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ آپ کو سونے دیا جائے۔ چاہے سحری کے بغیر روزہ رکھنا پڑے، آپ الارم کی آواز سنتے رہتے ہیں پھر بھی نہیں اٹھتے آپ کو آواز دی جاتی ہے اور مونڈھے کو بھی حرکت دی جاتی ہے پھر بھی نہیں اٹھتے، اس وقت آپ کے لئے اٹھنا یوں محسوس ہوتا ہے جیسے داڑھ کے دانت نکالے جارہے ہوں، لیکن دوسرا دن پہلے دن کے مقابلہ میں کافی آسان ہوتا ہے حتیٰ کہ رمضان المبارک کے آخر ایام میں نہ الارم بجتا ہے نہ کوئی اٹھانے کی زحمت کرتا ہے، آپ خود بخود بیدار ہوجاتے ہیں اور یہ عادت ایسی پختہ ہوتی چلی جاتی ہے کہ بعد رمضان بھی راتوں میں ان اوقات میں آنکھیں خود بخود کھل جاتی ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ عادتیں بدلتی ہیں بس ضرورت ہے کہ کوئی کام ایک بار کیا جائے اور یہی عمل ایک نئی عادت کا آغاز بن جاتا ہے۔ آپ خود دیکھئے کسی شراب خانہ کے پاس سے آپ کا بار بار گزر ہوتا ہے، آپ صرف گزر جاتے ہیں، اس میں داخل ہونے کی ہمت نہیں کرتے، لیکن آپ کا کوئی بگڑا رفیق ہاتھ پکڑ کر ایک بار آپ کو اس میں داخل کردیتا ہے پھر اس کے بعد اس شراب خانہ میں تنہا داخل ہونا بھی آپ کے لئے آسان ہوجاتا ہے اور جب داخل ہوتے ہیں تو اس کرسی پر نگاہ جاتی ہے جس پر پہلے دن آپ نے اپنی نشست جمائی تھی تو اس شراب خانہ میں داخلہ گویا ایک عادت کا آغاز ہے۔ اگر آپ کو تنبہ ہوجائے اور دوبارہ ادھر کا رخ نہ کریں تو آپ کو اس فعل قبیح سے چھٹکارا مل گیا اور اگر دوسری، تیسری اور چوتھی بار آتے رہے تو گویا آپ کی عادت ہوگئی۔

اسی طرح یوں سمجھئے کہ اگر آپ کی آنکھ کھل جائے اور نماز فجر کے لئے مسجد آجائیں تو گویا یہ عمل ایک نئی عادت کا آغاز ہے، اگر آپ دوبارہ سہ بارہ مسجد میں آجائیں تو یہ نماز فجر میں حاضری گویا ایک طرح آپ کی عادت ہوگئی، اب آپ خود بیدار ہوسکتے ہیں، چاہے کوئی بیدار نہ کرے۔ جو لوگ تمباکو نوش ہوتے ہیں خصوصاً سگریٹ نوشی کی لت میں مبتلا ہوتے ہیں، اگر کوئی روک ٹوک کرے تو ان کا جواب ہوتا ہے کہ وہ مجبور ہیں اور اس کو چھوڑنا ممکن نہیں، پھر جب رمضان المبارک کا مہینہ آتا ہے تو دن بھر کے لئے چھوڑے رہتے ہیں، اسی طرح اگر وہ سفر میں ہوتے ہیں اور کسی صحرا میں اتفاقاً جانا پڑتا ہے اور ساتھ میں سگریٹ وغیرہ نہیں ہوتی تو مارے باندھے صبر کرلیتے ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمباکو نوشی سے باز آنا کوئی محال و ناممکن بات نہیں ہے۔

مزہ کی بات یہ ہے کہ میرے دادا جان بھی تمباکو نوشی کے عادی تھے، ۶۰ سال تک تمباکو نوشی کرتے رہے، ایک بار انہوں نے دیکھا کہ دادی جان بھی تمباکو نوشی کررہی ہیں تو انہوں نے ٹوکا کہ یہ کیا؟ تو دادی جان نے کہا: خود تو تمباکو نوشی کرتے ہیں اور ہمیں روک رہے ہیں، تو میرے دادا جان نے کہا: تو اچھا میں نے چھوڑ دی، یہ کہہ کر تمباکو پھینک دی پھر کبھی منہ نہ لگایا۔

ہمارے دوست نارس الخوری نے بھی تمباکو نوشی ترک کردی ہے، لیکن چھوڑنے کا انداز نرالہ ہے، انہوں نے تہیہ کیا کہ اب میں تمباکو نوشی نہیں کروں گا، پھر جب ان کا دل اس کے لئے مچلتا ہے تو کہتے کہ اچھا نماز تک صبر کرلو، کیا ایک دن بھی صبر نہیں کرسکتے؟ پھر جب وہ دن ختم ہوگیا تو دل کو سمجھایا اچھا ایک دن اور، اس طرح ایک ایک دن کا اضافہ کرتے رہے، یہاں تک کہ ایک ہفتہ گزر گیا، تو پھر سمجھایا کہ ایک ہفتہ اور، اس طرح انہوں نے اس طور پر تمباکو نوشی ترک کردی۔

ہر شخص کو اپنی عادتوں کا جائزہ لینا چاہئے، اگر کوئی غلط عادت ہے تو اس کو بتدیل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس کی تبدیلی میں بس ابتداً میں کچھ زحمت ہے پھر معاملہ بالکل آسان ہوجاتا ہے اور نفس مطیع ہوجاتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ انسان کا نفس بچوں کی مانند ہے جیسے بچہ کسی چیز کے لئے مچلتا ہے اس کے لئے روتا ہے، چیختا ہے چلاتا ہے، کیونکہ اس طرح اس کو اپنی بات منوا لینے کی امید ہوتی ہے، لیکن اگر ماں باپ کی طرف سے صاف جواب کی توقع ہو تو خاموش ہوجاتا ہے، کسی دانا کا قول ہے کہ: "انسان کا نفس دودھ پیتے بچوں کی مانند ہے اگر آپ نرمی سے کام لیں تو بچہ دودھ پیتا رہے گا، لیکن اگر آپ دودھ چھڑا دیں تو چھوڑ دے گا۔" تو بھائیو! عادتوں کو بدلنا محال و ناممکن نہیں ہے اور جو کام بھی آپ کرتے ہیں وہ دراصل ایک نئی عادت کا آغاز اور پہل ہوتا ہے۔ ☆☆

علم! اگر مال کے تابع ہے تو....

مولانا سیّد عبداللہ حسنی ندوی

بزرگان گرامی قدر اور حاضرین مجلس! ہم اور آپ یہاں ایک علمی گہوارے کی بنیاد رکھنے کے لئے جمع ہوئے ہیں اور اس دورِ جہالت میں علم کی بنیاد کے لئے جمع ہونا ایک نیک کام ہے اور نیک فال بھی، اس اعتبار سے ہم ایک دوسرے کو مبارک باد دینے کے لائق ہیں کہ کم از کم ہم کو اس دور میں اس بات کا خیال آیا۔ اکبر الہ آبادی مرحوم نے جو اپنا ان کا انداز تھا شعروشاعری کا، وہ بڑے اچھے انداز میں حقائق بیان کردیا کرتے تھے، انہوں نے یہ بات کہی ہے کہ:

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

تو اس دورِ جہالت میں نام علم عجیب سی بات ہے، آپ لوگ بھی کچھ حیرت میں ہوں گے کہ مولوی صاحب کو بھی کیا ہوگیا ہے کہ دورِ علم کو دورِ جہالت کہہ رہے ہیں، ہر طرف چرچا ہے علم کا، یہ دور چرچے کا ہے، پرچے کا ہے، ہر طرف چرچا ہے اور شہر میں چلے جائیے تو کوئی نہ کوئی پرچہ بھی دکھائی دے گا اور کہنے والا کہہ رہا ہے کہ یہ دورِ جہالت کا ہے، تو بات عجیب ہے اور آپ اس کو عجیب سمجھ رہے ہوں گے، لیکن آپ کے عجیب میں اور ہمارے عجیب میں تھوڑا سا فرق ہے، بات یہ ہے عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ یونیورسٹیاں، کالجز اور علم کی موجودہ گرم بازاری کا نام علم ہے، ہاں ہے، مانتا ہوں اور میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو ان کو علم نہیں کہتے، اس میں بھی دو نقطۂ نظر ہیں۔ بعض لوگ تو اس کو علم کہنے کو تیار نہیں لیکن ہم ان لوگوں میں سے ہیں جو اس کو علم کہتے ہیں اور اس کے سیکھنے پر آمادہ بھی کرتے ہیں اور اس کے لئے جو اسباب ہیں ان کو اختیار کرنے کا پرچار بھی کرتے ہیں گویا کہ اس کا پرچہ ہم بھی چھاپتے ہیں کہ پڑھو اس کو لیکن اس میں اور اس میں کچھ فرق ہے تھوڑا۔ حضرت علیؓ کی طرف منسوب ایک رباعی ہے:

رضینا قسمۃ الجبار فینا
لنا علم وللجھال مال
فان المال یفنی عن قریب
وان العلم باق لا یزول

"یعنی اللہ تعالیٰ نے جو ہماری قسمت بنائی ہے اور جو ہمارے نصیب میں رکھا، ہم خوش ہیں، راضی ہیں اور کیوں نہیں، ہم کو ملا علم اور جاہلوں کو ملا مال، کیونکہ مال جلد ہی ختم ہو کر فنا ہو جاتا ہے مگر علم باقی رہے گا اس کو زوال نہیں ہے۔"

بس یہیں سے فیصلہ دونوں کا ہوگیا، علم اگر مال کے تابع ہو تو جہالت ہے، اور مال اگر علم کے تابع ہو تو وہ علم ہے، بس اب فرق آپ کی سمجھ میں آ گیا ہوگا۔ اس لئے قرآن اور حدیث کا علم جو ہے تو وہ مال کے تابع ہو ہی نہیں سکتا اور یہ جو علم ہے کبھی تابع ہوتا ہے، کبھی نہیں ہوتا، تو اب اس میں بھی دو مسئلے ہیں، کچھ ہم جیسے ناکارہ لوگوں نے علم دین کو بھی مال کے تابع بنا دیا، یا بنانے کی کوشش کی تو اس علم کی جو برکتیں اور اس کا جو اچھا مظاہرہ تھا وہ آنکھوں سے اوجھل ہوگیا اور باقی ساری دنیا نے اس علم کو مال کے تابع بنا دیا، اس لئے یہ علم وبال ہوگیا، ساری انسانیت کے لئے کلنک کا ٹیکا ہوگیا، اس وجہ سے جو علم سیکھ رہا ہے وہ آج نفع پہنچانے کے بجائے نقصان پہنچا رہا ہے۔ اس لئے ڈاکٹر کچھ تو ڈاکٹر بن جاتے ہیں مگر بہت سے ڈاکٹر ڈاکو بن جاتے ہیں۔ ان کے پاس علم تو ہے لیکن گردہ نکال کر بیچنے کا علم ہے، علم ہے لیکن راکٹ بنا کر انسانوں کو ہلاک کرنے کا علم ہے، علم ہے لیکن زہریلی گیس بنا کر، چھوڑ کر اور انسانوں کو تباہ کرنے کا، تو حقیقتاً وہ علم نہیں بڑے درجہ کی جہالت ہے اور بڑے بڑے اس علم کو جاننے والے ٹھیکیدار موجود ہیں لیکن وہ دنیا کے اتنے بڑے جاہل ہیں کہ شاید پوری تاریخ انسانی میں اتنے بڑے جاہل بھی پیدا نہ ہوئے، کیونکہ یہ علم مال کے تابع ہے۔ آپ نے سنا ہوگا، ابھی کچھ طلبا کا انٹرویو ہوا، اس میں ہمارے کچھ جاننے والے بھی تھے ہمارے نوجوان کچھ پیکج پر اٹھالئے جاتے ہیں، ستر لاکھ کا پیکج، ڈیڑھ کروڑ کا پیکج، آپ نے دیکھا ہوگا ابھی بھی چل رہا ہے کہ پڑھائی کے زمانے میں ہی ان کو اٹھالیتے ہیں، اچک لیتے ہیں، اچک کیوں لیتے ہیں؟ اس لئے کہ یہ علم ہی مال کے تابع ہوگیا ہے، مال کا غلام بن گیا ہے، اگر مال کے تابع یہ علم نہ ہوتا تو اچک نہ پاتے، علم بنا ہی اس لئے ہے کہ انسان کو نفع پہنچائے۔ مثلاً انجینئر کیوں انجینئر بنتا ہے تاکہ آپ کے پاس مکان کے لئے تھوڑی سی جگہ ہے تو اس تھوڑی سی جگہ میں انسان کیسے فائدہ اٹھائے انجینئر اس کو بتاتا ہے، اب اگر انجینئر اس سے صرف پیسہ کمانا

اور ہتھیانا سیکھ لے تو اب یہی وبال ہو گیا اس کے لئے، کہ نفع کے لئے تھا، پیسہ کمانے کے لئے نہ تھا۔ پیسہ ضرورت کے لئے ہوتا ہے اور انسان کا اصل کام ہے نفع پہنچانا، تو اصل معاملہ یہ ہے کہ علم سب سے اوپر ہونا چاہئے پھر اس کے نیچے مال ہونا چاہئے۔

مال ایک ضرورت کی چیز ہے۔ علمی حلقوں میں یہ بات معروف ہے کہ جو چیز ضرورت کی ہوتی ہے اس کو بقدر ضرورت ہی لینا چاہئے اور جو چیز ضرورت سے زیادہ آجائے تو کیا ہوگا؟ مثلاً کھانے، پینے اور پہننے کی چیزیں یہ سب ضرورت کی چیزیں ہیں، ایسے ہی جتنی بھی ضرورت کی چیزیں ہیں، اگر ان چیزوں میں توازن اختیار نہ کریں گے تو وہ چیزیں وبال جان بن جائیں گی، تو مال بھی بقدر ضرورت ہونا چاہئے جتنی ضرورت پڑتی جائے، مال آپ کو ملتا جائے، ہمارے بزرگوں نے ہمیشہ مال کو تابع رکھا جتنی ضرورت ہوتی تھی لے لیتے تھے یا چھوڑ دیتے تھے دوسروں کے لئے، یہاں تک کہ ایسے قصے بھی اس زمانے میں ہوتے تھے کہ دو دکان دار ہیں، ایک کی فروخت زیادہ ہوگئی جس سے اس کی ضرورت آسانی پوری ہو سکتی تھی، تو اس نے نئے گاہکوں سے کہا کہ ہمارے یہاں فروخت زیادہ ہوگئی ہے، اس کے یہاں نہیں ہوتی تو تم وہاں جا کر خریدو کیونکہ وہ مال کو ضرورت کی چیز سمجھتے تھے، لیکن آج معاملہ الٹا ہے۔ سوچتے ہیں اس کا ایک بھی نہ بکے، ہمارا سب بک جائے، تو اس کے نتیجے میں ہر کام وبال بن رہا ہے بلکہ اس وقت کی ذہنیت یہ ہوگئی ہے کہ سامنے والے کا ایک ایک قطرہ نچوڑ لینا چاہتے ہیں۔ ایک مثال اور دیئے دیتا ہوں کہ موبائل ہے، موبائل سود کی شکل ہے، سود کیا ہوتا ہے کہ آدمی قرض لیتا ہے اور پھر قرض دینے کے لئے تھوڑا اس میں شامل کرنا پڑتا ہے، اس سے وہ خون پیتے ہیں انسانیت کا۔ ایسے ہی موبائل کمپنیاں پوری انسانیت کا خون پیتی ہیں۔ یہ پیسہ جو ہے وہ بہت اچھا حلال کا نہیں ہے، میرے نزدیک تو اس میں کراہت ہے موبائل والے بے فائدہ بات کرتے ہیں، پیسے خرچ کرتے ہیں، بے فائدہ خرچ اسلام میں جائز نہیں۔

اسلام ایک مکمل نظام زندگی:

اسلام کا ایک پورا نظام ہے، مثلاً: وضو کرتے ہیں لوگ، وضو میں تین دفعہ سے زیادہ ہاتھ پیر نہیں دھونا چاہئے، اس لئے کہ اللہ کی یہ نعمت ہے پانی، پانی کو ضائع نہ کریں، آپ کو منع کیا گیا ہے کہ وضو اتنا ہی کریں جتنا کہ ضرورت ہے۔ وہاں اللہ تعالیٰ کے ہاں پوچھ ہوگی، پانی کیوں زیادہ خرچ کیا؟ نل کو بند کر کے درمیان میں وضو کریں اور اگر مناسبت ہو تو لوٹے سے وضو کریں۔ اس میں ایک چیز یاد رکھیں کہ پانی جو ہے وہ زندہ چیز ہے اب تو سائنس نے بھی بتا دیا کہ پانی سراسر زندگی ہے، اور ہم بھی زندہ پانی سے ہیں تو زندہ چیز کا استعمال بقدر ضرورت ہوتا ہے کہ آپ جتنا دھوئیں گے اتنا ہی پانی کو گندہ کر سکتے ہیں، اب اگر آپ زیادہ خرچ کریں گے تو اس کو گندگی میں آپ زیادہ شامل کریں گے، تو جتنا پانی ضرورت کے تحت ہے اتنا معاف ہے، لیکن اس سے زیادہ بہایا جائے گا تو اللہ کے ہاں شکایت کرے گا، اس لئے ہر چیز کے استعمال میں اس کا خیال کرنا چاہئے۔

مسلمان ایک پورا نظام لے کر چلتا ہے لیکن آج کل مال جو اصل ہو گیا ہے، کچھ دیکھتا ہی نہیں بس پیسہ آئے، اور ہم اس کے ذریعہ سے لوگوں کا استحصال کریں، ان کا غلط استعمال کریں، اب یہ دماغ میں بس گیا ہے۔ اس لئے روپیہ کا ہر جگہ غلط استعمال ہو رہا ہے، تو بات یہ ہے کہ مال کو علم کے تابع ہونا چاہئے تھا یوں کہہ لیں کہ علم دین کو اوپر ہونا چاہئے اور علم دنیا کو اس کے ماتحت، اور علم دنیا مال کے اوپر ہونا چاہئے اور مال کو اس کے ماتحت، گویا کہ مال کا تیسرا درجہ ہے، لیکن مال کو پہلا درجہ دے دیا۔ جب چپراسی کو آپ صدر بنادیجئے گا تو کیا انجام ہوگا؟ آپ سب بھی پریشان ہوں گے اور وہ بھی پریشان ہوگا تو آج یہی حال ہے کہ مال بھی پریشان ہے اور سب پھنس رہے ہیں، اس لئے کہ آپ نے اس کو صدارت کی کرسی پر بٹھادیا، اب اس کا انجام جو ہونا ہے وہ ہو رہا ہے، ہونا تو چاہئے تھا کہ علم دین، علم دنیا، مال۔ آپ نے کہا نمبر ایک مال، دین تو ہے ہی نہیں اس کو وہاں رکھ آؤ کوڑے دان میں اور علم دنیا ہی اصل ہے تو یہ سب نتیجہ ہے انگریزوں کی حکمت عملی کا، انہوں نے علم دین کو گھٹیا اور معمولی بتانے کے لئے یہ سب کیا تھا، اب تو ماشاء اللہ تھوڑا سا فرق ہوا ہے۔ اکبر الہ آبادی نے کہا تھا اپنے انداز سے کہ: ”مسجد میں فقط جمن“ مسجد میں کون آئے گا؟ فقط جمن۔ نائیجیریا کے صدر احمد بیلو آئے ہوئے تھے، ان کا استقبال ایک بڑی مسلم یونیورسٹی میں کیا گیا، وہ بڑے دین دار اور اچھے آدمی تھے، بڑے بڑے پروفیسر اس زمانے کے جب کہ آزادی رائے بلکہ آزاد مشربی کا دور تھا، دین بے زاری عام بات تھی بلکہ فیشن تھی، یہ تو ہمارے دین کے کام کرنے والوں اور محنت کرنے والوں کا طفیل ہے جو کچھ نظر آتا ہے تو اس زمانے میں ویسے ہی لوگ ہوا کرتے تھے۔ اتفاق کی بات یہ ہے کہ ان کو نماز پڑھنے کی ضرورت پیش آگئی وہیں کینیڈی ہال میں وقت ہو گیا نماز کا تو انہوں نے اپنی تقریر کے بعد کہا: ”بھائی مجھے نماز پڑھنی ہے قبلہ کدھر ہے؟“ اب کوئی قبلہ والا تھا ہی نہیں جو بتاتا، تو ان کے سیکریٹری نے پروفیسر صاحب سے پوچھا کہ قبلہ کدھر ہے؟ تو وہ سمجھ گئے اور کہا کہ ارے بے وقوف ان سے مت پوچھ یہ جھاڑو دینے والے سے پوچھو قبلہ کدھر ہے؟ یہ مسٹر صاحب تھوڑی بتا پائیں گے کہ قبلہ کدھر ہے، ان کو کہاں فرصت، ان کو اپنی مسٹری، اپنی پروفیسری سے

فرصت ہو تو یہ بتائیں کہ قبلہ کدھر ہے، ان کا قبلہ تو بدل چکا ہے، ان کا قبلہ تو مال ہے، جس کا قبلہ ہی بدل جائے تو اس کا انجام کیا ہوگا؟

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم لوگ اپنے قبلہ کو درست کریں، اس لئے میں نے کہا کہ میں اس نقطۂ نظر کا آدمی ہوں کہ کسی بھی علم کو بُرا نہیں کہتا۔ ڈاکٹر، انجینئر، وکیل لیکن اس میں روحِ اسلامی پیدا کریں، دیکھئے جو پرانے ڈاکٹر ہوا کرتے تھے جب مریض ان کے پاس آتا اور غریب ہوتا تو پیسے بھی جیب سے نکال کر دیتے تھے، کھانا بھی کھلاتے تھے، دوا بھی دیتے تھے، لیکن آج ایسا نظام بنادیا گیا ہے کہ بے چارے غریب مریض کا دیوالیہ نکل جائے، وہ خود تو مرتا ہی ہے اس کے گھر والے تیماردار بھی بیمار ہوجاتے ہیں اور ایسے ڈاکٹر تو نظر نہیں آتے جو اپنے بڑوں کے راستے پر چلنے والے ہوں، مریض کے ہمدرد اور غمگسار ہوں، یہ سب نتیجہ مال کی حد سے بڑھی ہوئی محبت کا ہے جس سے بہت منع کیا گیا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر بُرائی کی جڑ دنیا کی محبت ہے۔"

علم اگر مال حاصل کرنے کا ذریعہ ہے تو جہالت ہے اور اگر مال علم کے حصول کا وسیلہ ہے تو برکت ہے، مال اگر پیر یا پازیب ہے تو ترقی کا زینہ ہے اور قوت کا پیش خیمہ ہے، لیکن اگر اس کو علم کی مسند پر بٹھادیا جائے یا یوں کہیں کہ پیر کو سر پر رکھ دیا جائے تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا، اس وقت دنیا الٹی دوڑ میں لگی ہوئی ہے، جس کے نتیجہ میں منزلِ مقصود دور سے دور ہوتی چلی جارہی ہے، جب تک قبلہ درست نہیں کیا جائے گا، اس وقت تک نماز بھی صحیح نہیں ہوگی، اس لئے اس وقت نہ دین ہی ٹھیک رہا ہے اور نہ دنیا ہی کا صحیح استعمال ہے۔

☆☆..............☆☆

ہمارے دم قدم سے ہے خیابانوں میں رعنائی

جانباز مرزا

ہمارا دم غنیمت ہے کہ تم نے زندگی پائی
ہمارے خون کا صدقہ گلستاں میں بہار آئی
بہائیں گے لہو اپنا ہم آزادی کی راہوں میں
خدا شاہد ہے ہم نے دار پر چڑھ کر قسم کھائی
اسی خاطر زمانے کا چلن نالاں رہا ہم سے
کہ ہم سے ہو نہیں سکتی زمانے کی پذیرائی
خداوندانِ لندن اس لئے روٹھے رہے ہم سے
درِ باطل پہ ہم سے ہو نہیں سکتی جبہ سائی
فقیروں میں رہے ہیں اور فقیرانہ گزاری ہے
قدم لیتی رہی گرچہ زمانے کی شہنشاہی
ہمارے راستہ میں قفس کی یہ تتلیاں کیا ہیں
جہاں دار و رسن ہیں ہم اسی منزل کے ہیں راہی
ہمیں جانبازؔ رونق ہیں تمہارے آستانے کی
ہمارے دم قدم سے ہے خیابانوں میں رعنائی

مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی

کہیں ہم ایٹم بم نہ کھو دیں....

''یوم تکبیر کے حوالے سے ایک فکر انگیز تحریر''

محمد زاہر نورالبشر

ایک دفعہ افغانستان کے ایک گاؤں میں چند ڈاکو نکل آئے، وہ روز کسی نہ کسی گھر میں ڈاکہ ڈالتے تھے، پورے گاؤں والے ان سے تنگ آ چکے تھے، اس گاؤں میں ایک غریب کسان بھی رہتا تھا، ایک گائے، چند ٹوٹے پھوٹے برتن اور دیگر اسی قسم کی چند چیزیں اس کے گھر کا کل اثاثہ تھیں، اس نے اپنی بیوی سے مشورہ کر کے گائے سمیت اپنے گھر کا تمام ساز و سامان بیچ کر اپنی حفاظت کے لیے ایک بندوق خرید لی، اب اس کا سب سے عزیز، مہنگا اور قیمتی سرمایہ یہی بندوق تھا، اگلی رات اس کے گھر ڈاکو گھس آئے، بیوی نے سہمے سہمے انداز میں کسان کو جگایا، کسان نے اٹھ کر اپنی آنکھیں ملتے ہوئے اپنی بیوی سے سرگوشی کی: ''اصل چیز تو بندوق ہے، چلو اسے بچاتے ہیں، باقی خیر ہے۔'' یہ کہہ کر کسان نے بندوق بستروں کے صندوق میں چھپا دی اور میاں بیوی دونوں اس صندوق کے اوپر لیٹ گئے، جب ڈاکو سارے گھر کو لوٹ کر چلے گئے تو کسان نے بستروں کے صندوق سے بندوق نکالی اور اسے چومنے لگا.........

اگلے دن صبح کسان اپنے کھیت کو جانے لگا تو ساتھ ساتھ گاؤں والوں کو بڑے فخر سے اپنی بہادری کا قصہ سناتا جا رہا تھا، کسان خوش تھا کہ ڈاکو ساری چیزیں تو لے گئے لیکن اس نے انہیں اصل چیز یعنی اپنی بندوق لے جانے نہیں دی، لوگوں نے اس سے پوچھا کہ بھلے مانس! یہ بتاؤ! تم نے اپنے گھر کی تمام اشیاء فروخت کر کے یہ بندوق کیوں خریدی تھی؟ جس کے ذریعے تم اپنی حفاظت بھی نہ کر سکے بلکہ تمہیں اور تمہاری بیوی کو خود اس کی حفاظت کرنی پڑی!! لوگوں کی بات سن کر کسان سے کوئی جواب نہیں بن پڑا، لوگوں نے اس پر خوب قہقہے لگائے اور فقرے کسے، وہ اپنے کھیت کی طرف جاتے ہوئے سوچنے لگا کہ واقعی لوگ بندوق، اسلحہ اور ہتھیار اپنی حفاظت، دفاع اور بچاؤ کے لیے خریدتے ہیں؟ پھر مجھے خود کیوں اس بندوق کی حفاظت کرنی پڑی؟

میں نے جب یہ واقعہ پڑھا تو مجھے بے اختیار ہنسی آ گئی، یہ واقعہ مجھے کچھ اپنا اپنا سا لگا، مجھے ایسا لگا کہ وہ کسان کوئی اور نہیں، ہم ہی ہیں اور کسان کی وہ بندوق بھی مجھے اپنا ایٹم بم لگا، اگر آپ ایک لمحے کے لیے پوری قوم کو کسان اور ہمارے ایٹم بم کو کسان کی بندوق کی جگہ رکھ کر دیکھیں تو آپ کو بھی ہمارا ایٹم بم کسان کی بندوق محسوس ہوگا، لوگ بندوق، اسلحہ اور ہتھیار اپنی حفاظت، دفاع اور بچاؤ کے لیے رکھتے ہیں، لیکن افغانستان کے اس کسان نے اپنا سارا مال و متاع بیچ کر بندوق صرف اس لیے خریدی تھی کہ اس کے ذریعے وہ ڈاکوؤں سے اپنی حفاظت کر سکے، مگر جب وہ لمحہ آ پہنچا جس کے لیے اس نے یہ بندوق خریدی تھی، تب خود اس کو اپنی بندوق کی حفاظت کرنی پڑی، بالکل اسی طرح ہم نے بھی اپنی دفاعی لائن کو مستحکم بنانے کے لیے 28 مئی 1998ء کو پوری دنیا کی ناراضی مول لے کر، جان جوکھوں میں ڈال کر اور مضبوط دیواروں سے سر ٹکرا کر ایٹمی دھماکہ تو کر دیا لیکن آج اس ایٹم بم کے بجائے ہم خود نہتے ہو کر اپنے اس قیمتی سرمائے کی اور اپنی حفاظت بھی خود کر رہے ہیں، ہم بھی کسان کی طرح اس کو چھپائے پھر رہے ہیں، ہمیں خود اس کی حفاظت کرنی پڑ رہی ہے۔

کسان کی یہ کہانی ہماری ایٹمی صورتحال اور ہمارے کردار سے بے حد مماثلت رکھتی ہے، یہ کہانی ہمارے قومی مزاج کی عکاسی کرتی نظر آتی ہے، ہم نے ایٹم بناتے وقت اپنی آنکھوں میں کتنے سہانے سپنے سجائے تھے، دل میں کتنے ارمان تھے، کتنی ہی آرزوئیں اس سے وابستہ تھیں، ایک جوش تھا کہ ہم بھی سر اٹھا کر جی سکیں گے۔ ایک ولولہ تھا کہ ہم اب سینہ تان کر چلیں گے، ایک سوچ تھی کہ اب ہم خود مختاری، خود کفالت اور خود انحصاری کے قابل ہو جائیں گے، اس کے لیے ہماری قوم نے کتنے جتن کیے، کتنی مشکلات کے پہاڑ سر کیے، لوگ دو سے ایک چائے پر آ گئے، اقتصادی فاقے کیے، سامراج کی معاشی بدمعاشیاں برداشت کیں، یہ محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان، قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو، فاتح روس جنرل ضیاء الحق، شہید جمہوریت بے نظیر بھٹو اور فخر پنجاب میاں نواز شریف جیسے باہمت و پرعزم انسان ہی تھے جن کی شبانہ روز محنتوں کی وجہ سے یہ ناممکن کام ممکن ہو سکا، محسن پاکستان اگر ہالینڈ کی شہریت، اپنی بیٹیوں کا اعلیٰ مستقبل اور لاکھوں ڈالرز

کی تنخواہ چھوڑ کر پاکستان کی محبت میں اس کی سرزمین پرقدم نہ جماتے ،بھٹو صاحب جنون کی حد تک دیوانہ وار سرگرم نہ ہوتے ،جنرل ضیا امریکیوں کو '' this topic is out of discussion ''کہہ کر خاموش نہ کراتے ، بے نظیر بھٹو یورپی یونین کی بات مان جاتیں اور میاں صاحب کلنٹن کے دباؤ میں آجاتے تو آج تک ہمارا اٹامک انرجی پروگرام التواء کا شکار رہتا ،اب تک ہمارے ایٹمی پلانٹ کے تارو پود بکھر چکے ہوتے ،ہمارا ایٹم بم بنانے کا خواب چکنا چور ہو چکا ہوتا ،لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی بے پناہ نصرت ،،قوم کی اضطراری دعائیں اور مخلص قیادت کی مہربانیاں تھیں ،جن کی وجہ سے آج ہم عالم اسلام کی پہلی ایٹمی طاقت ہیں ،لیکن آج یہ سارے جرأت مندانہ اقدامات ، سارے عزائم اور ساری بے قراریاں روئی کے گالوں ،سمندر کے جھاگوں اور پانی کے بلبلوں کی مانند ہیں ،اس کے لیے 1974ء سے 1998ء تک کی محنت اور 24 سالوں تک کی گئی ساری کوششیں اکارت جاتی نظر آتی ہیں ۔

ایٹم بم ایک انتہائی مہلک ،ضرر رساں اور خطرناک ہتھیار ہے، اس کے مہلک اثرات کا اندازہ آپ اس سے لگائیں کہ آج سے تقریبا 65 سال پہلے 1945ء میں جنگ عظیم دوئم کے دوران امریکا نے جاپان کے دو شہروں ہیروشیما اور ناگاساکی پر یہ بم برسائے تھے ،چنانچہ آج تک ان شہروں کی زمین بنجر ،فضا آلودہ اور وہاں پیدا ہونے بچے آج بھی لولے ،لنگڑے اور معذور ہوتے ہیں ،آج جو ملک بھی اس ٹیکنالوجی کا مالک ہے ،اس کو دنیا عزت ،قدر ،اور احترام کی نظر سے دیکھتی ہے ،اس سے نظریں چار کرتے ہوئے دنیا ہزار بار سوچتی ہے ،ان ممالک کے خلاف کوئی بھی اپنے لبوں کو جنبش نہیں دے سکتا ،ان کی پالیسی کی طرف آپ ہلکی سی گستاخانہ نظر بھی نہیں ڈال سکتے ،ان کے کسی ایک شہری کے خلاف اگر آپ کسی جرم کے تحت بھی ایکشن لیں تو پوری عالمی برادری پیخ پا ہو جاتی ہے ،ہر ملک کے لیے اس کا ایٹم بم اس کی پہچان ،اس کے مضبوط و مستحکم دفاع کا سگنل اور اس ملک کی اسٹریٹیجی میں مہارت کی علامت سمجھا جاتا ہے ۔

اس کا اندازہ لگانے کے لیے آپ ذرا ایک لمحے کے لیے کچھ دور ماضی کی طرف پلٹ جائیں !یہ ان دنوں کی بات ہے ،جب پاکستان نے تقریبا ایٹم بم بنا لیا تھا ،پوری دنیا پاکستان پر چڑھ دوڑ رہی تھی ،پاکستان کے خلاف اقوام متحدہ میں اقتصادی پابندیوں کی قراردادیں منظور ہو رہی تھیں ،یورپی یونین کے کھوکھلے دعوے سامنے آرہے تھے کہ پاکستان کا نقشہ دنیا سے جلد ہی مٹ جانے والا ہے ، بھارت کی طرف سے پیغامات کا تسلسل جاری تھا کہ ''پاکستان مقبوضہ کشمیر کا خیال چھوڑ کر آزاد کشمیر خالی کرنے کا سوچے ،ہم جلد اس موضوع پر بات کریں گے'' ۔لیکن جب پاکستان نے ان سب باتوں کی پرواہ کیے بغیر 28 مئی 1998ء کو چاغی کے مقام پر ایٹمی دھماکہ کر کے اپنے آپ کو نیوکلیئر اسٹیٹ تسلیم کرالیا تو بھارت کے ایل کے ایڈوانی جیسا پاکستان کے آگے گھٹنے ٹیک کر یہ بیان دے گئے کہ ''پاکستان ہمارا متر (دوست) ہے، کشمیر کا مسئلہ طاقت سے نہیں ،مذاکرات سے حل ہوگا'' ۔

آج پوری دنیا حیران وششدر ہے کہ جو قوم ایک سوئی ،ایک معیاری کیلکولیٹر اور ایک اچھا سیل فون تیار نہیں کر سکی ،اس نے ایٹم بم کیسے ایجاد کر لیا ،آج پاکستان دنیا کا ساتواں ایٹمی ملک اور عالم اسلام کی پہلی ایٹمی ریاست ہے ،کتنی ہی آرزوؤں ،خواہشوں اور ارمانوں کو دل میں بسائے ہم نے یہ ایٹم بم حاصل کیا تھا لیکن آج ہم پھر بھی ذلیل وخوار اور رسوا ہیں ،ایسا لگتا ہے کہ یہ ساری خواہشات ،ارمان اور آرزوئیں چاغی کی پہاڑی پر ایٹمی دھماکے کی دھول میں ہی کہیں کھوگئی ہیں ،آج بھی ہماری جانوں کے لالے پڑے ہوئے ہیں ،کل تک ہمیں بوگنے ہندو بنیے ڈراوا دیتے تھے لیکن آج تیسری دنیا کا کٹھ پتلی چغہ پوش مسخرہ بھی ہمیں دھمکانے سے نہیں جھجکتا ،یہ ہمارے لیے بڑا ہی اہم لمحہ فکریہ ہے ،دشمن ہمارے ایٹمی پلانٹ تک پہنچنے کے لیے ہزار حیلے بہانے کر رہا ہے ،وہ اسی کوشش میں ہے کہ کسی طرح پاکستان کو نیوکلیئر ہتھیار سے محروم کر دیا جائے ،ہم نہیں جانتے کہ ہمارے ایٹم بم کی آڑ میں ہمارے اوپر کونسی قیامت مسلط ہونے والی ہے ،آج دنیا کی پہلی اسلامی ایٹمی طاقت پورے عالم کفر کے نرغے میں ہے ،آج دشمن ہماری اہم اہم تنصیبات ،حساس مقامات اور ہمارے قلب میں خنجر گھونپ رہا ہے ،آج بھی جبکہ دشمن ہماری شہ رگ کے قریب پہنچ چکا ہے ،اب کی بار بھی ایسا ہی منظر دیکھنے میں آرہا ہے کہ قوم تو اس لحاظ سے گروہوں میں نہیں بٹی ہوئی لیکن سیاست دان ، لیڈرز اور قوم کے سیاہ وسفید کے مالک ہی آپس میں دست و گریباں ہیں ،قوم نے ہر مصیبت کی گھڑی میں اپنا کردار ادا تو کیا ہے لیکن ہمیشہ پیچھے رہ جانے والے رہنما ہی تھے ،ہم بھی اس کسان کی طرح احمقوں کی جنت میں جی رہے ہیں ،خدارا! ہوش کے ناخن لیجیے ، ہماری قومی سلامتی پر انتہائی کڑا وقت آپہنچا ہے ، ہماری سلامتی اور بقا ایک کچے دھاگے سے لٹک رہی ہے ، ویسے بھی ہم اب تک بہت کچھ کھو چکے ہیں ،اللہ نہ کرے کہیں ہم اسی جوڑ توڑ میں ایٹم بم بھی نہ کھودیں ......!!!

☆☆..............☆☆

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ کا دورۂ کراچی

رپورٹ: مولانا توصیف احمد

کراچی .... گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ مختصر وقت کے لئے کراچی کے دورہ پر تشریف لائے، اس سنہری موقع سے استفادہ کرتے ہوئے ہمارے دوست واحباب نے ختم نبوت کے مختلف مراکز میں حضرت ناظم اعلیٰ مدظلہ کے پروگرام ترتیب دیئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۴؍مئی ۲۰۱۱ء بروز ہفتہ بعد نماز عشاء جامع مسجد رفاہ عام سوسائٹی ملیر میں حضرت مولانا دامت برکاتہم نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی اور اسلام آخری اور مکمل ترین دین ہے، تمام دینوں میں خوبصورت دین ہے اور تمام دینوں میں سہل ترین دین ہے اور اس دین محمدی میں اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ اجروثواب رکھا ہے۔ اس دین کی صحت کی بنیاد تین چیزوں پر ہے: (۱) قرآن مجید، (۲) آپؐ کے فرمودات یعنی احادیث شریف، (۳) صحابہ کرامؓ کی جماعت۔ قرآن مجید کی تعلیمات کے مطابق آپؐ آخری نبی ہیں۔ قرآن مجید میں تاویل کرنے والوں کی کمی نہیں۔ اس وقت کئی قسم کے جھوٹے مدعیان نبوت کے پیروکار پاکستان میں موجود ہیں۔ قادیانی، ذکری، بہائی، آغا خانی، یوسف کذاب اور گوہر شاہی اسی طرح منکرین حدیث، اور سب صحابہ کرنے والے فرقے موجود ہیں۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ ان کا تعاقب کریں۔

الحمدللہ! علماء کرام نے ہر دور میں ان فتنوں کا مقابلہ کیا ہے۔ دینی علوم کے حصول کے لئے اپنے وطن سے ہجرت کی اور انتقال دوسرے علاقے میں ہوا۔

حضرت خواجہ علی اجمیریؒ یمن میں پیدا ہوئے، مدینہ منورہ میں دینی علم حاصل کیا پھر اشاعت اسلام کے لئے سفر کیا۔ کراچی، لاہور، دہلی کا سفر کرکے اجمیر تشریف لائے، وہاں آپ کا انتقال ہوا۔

گزشتہ چودہ صدیوں میں جتنے علماء کرام گزرے ہیں، ان کی تاریخ کو دیکھا جائے تو پیدائش کسی اور جگہ کی ہے اور وفات کسی اور جگہ کی ہے۔ ہمارے حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کو لیجئے: افغانستان میں پیدا ہوئے، پشاور میں تعلیم پائی۔ ڈابھیل میں بھی علم حاصل کیا پھر ٹنڈو الہ یار میں پڑھاتے رہے اور کراچی آکر جامعہ علوم اسلامیہ کی بنیاد رکھی اور یہیں رحلت فرمائی۔

کوئی تاجر، دنیادار، افسر اپنا گھر نہیں چھوڑتا، مگر علمائے امت کے مقدر میں اللہ رب العزت نے یہ لکھا ہے، پڑھیں گے کہیں اور، فیض کہیں پھیلائیں گے اور آخری وقت کہیں اور ہوں گے۔ اسی طرح یہ علماء حق دین اسلام اور ختم نبوت کی حفاظت کے لئے اپنا کردار ادا کرتے رہیں گے۔

۱۵؍مئی بروز اتوار صبح ۱۱ بجے دفتر ختم نبوت پرانی نمائش میں ایک تربیتی نشست منعقد کی گئی۔ تلاوت کلام پاک کی سعادت حافظ ارقم و حافظ محمد نے حاصل کی، بعدازاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ نے خطاب کرتے ہوئے طلباء پر زور دیا کہ اپنے اکابرین پر اعتماد کیا جائے اور اپنے اکابرین کے ہوتے ہوئے دائیں بائیں دیکھنے کی ضرورت نہیں ہونی چاہئے۔

ارشاد ربانی ہے: ''اللہ سے ڈرتے رہو اور سچے لوگوں کی معیت اختیار کرو۔'' اس کا فائدہ: ''المرء مع من احب'' ہے، دنیا میں اکابرین کی معیت اختیار کریں گے تو آخرت میں بھی انشاء اللہ اکابرین کی معیت حاصل ہوگی۔

اس کے بعد حضرت ناظم اعلیٰ مدظلہ نے خطاب فرمایا۔ حضرت مدظلہ نے اہل حق اور اکابر علمائے امت کی تاریخ بیان کرتے ہوئے کہا کہ شروع سے لے کر آج تک حق والوں پر تکلیف آتی رہی۔ ظالموں نے لوہے کے پنجوں سے جسم کو چھلنی کردیا، بعض اکابر کو ناحق قتل کرکے گوشت کا قیمہ کردیا۔

• امام ابوحنیفہؒ حق گو تھے، حق کی حمایت میں جیل میں ڈال دیئے گئے اور جیل میں ہی موت واقع ہوئی۔ امام احمد بن حنبلؒ حق کی پاداش میں کوڑے مارے گئے، ہر کوڑے پر آپ کہتے: ''حق یہی ہے۔''

ہر زمانے میں علماء حق کا ایک جم غفیر رہا اور ''لا یخافون لومۃ لائم'' کے مصداق رہے، ہندوستان میں مرزا قادیانی کھڑا ہوا، اس ملعون نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا، پورا کفر اس کے ساتھ تھا، مرزا قادیانی نے ایک رسالہ ''ایک غلطی کا ازالہ'' لکھا، اس میں خود کو ''محمد رسول اللہ'' لکھا۔ ایک مرتبہ نواب آف کالا باغ نے قاضی احسان احمد شجاع آبادی کو کہا کہ کسی کام کا مجھے کہو تو میں حاضر ہوں، قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ نے نواب آف کالا باغ کو کہا کہ اس رسالے پر پابندی لگائی

جائے۔ نواب صاحب نے پابندی لگادی، کچھ دنوں بعد اخبار میں بیان آیا کہ پابندی کے آرڈر واپس لے لئے گئے۔ حضرت قاضی احسان شجاع آبادیؒ نے نواب صاحب سے وجہ پوچھی تو نواب صاحب نے کہا کہ صدر ایوب خان نے حکم دیا ہے، آرڈر واپس لو، کیونکہ امریکی سفیر، برطانوی سفیر، جاپانی سفیر، کینیڈا کا سفیر، جرمنی کا سفیر سب آئے، تمام سفیروں نے کہا کہ سفارتی تعلقات رکھنا چاہتے ہو تو اس رسالہ پر پابندی کا آرڈر واپس لو۔ اس طرح پوری کفریہ طاقتیں مرزا قادیانی کے ساتھ تھیں، مگر علمائے حق نے ان کا بھرپور مقابلہ کیا۔

حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کو تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں برف کے بلاکوں پر لٹایا گیا، ہر عالم دین کے ساتھ تین تین سی آئی ڈی والے لگائے ہوئے تھے، قادیانیوں کو کافر کہنا جرم تھا، ان حالات میں اکابرین نے مقابلہ کیا اور اس محنت کا نتیجہ ہے کہ آج کسی قادیانی کو مسلمان کہنا جرم ہے، آج بھی الحمدللہ! اکابرین تمام فتنوں کا تعاقب کررہے ہیں اور آخر دم تک علمائے حق تعاقب کرتے رہیں گے۔

شمیم مسجد دہلی کالونی میں بعد نماز عشاء حضرت ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کو دل سے تسلیم کرنا ایمان کا حصہ ہے۔ آپ کی احادیث مبارکہ کے مقابلے میں عقل کو ایک طرف کردیں اور دل کو حاضر کردیں اور آپ کی سنت پر عمل کریں اور سنت رسول کا استہزاء نہ کیا جائے، جو آدمی سنت رسول کا مذاق اڑائے، ہنسی مزاح کرے، تو تمام علماء کے نزدیک اس کا ایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ ایمانیات پر عمل کرے، اللہ رب العزت کو ایک مانے اور اس طرح مانے جس طرح آپؐ نے مانا ہے، موحد ہونا اللہ رب العزت کی طرف سے خاص انعام ہے اور انبیاء کرام کو اس ترتیب کے مطابق مانو جو اللہ رب العزت نے رکھی ہے، حضرت آدم کو اول اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آپؐ سے پہلے مانو، آپ کو آخری نبی مانو اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہ مانا تو ترتیب خداوندی کو غلط ٹھہراتا ہے۔

۱۶ر مئی بروز پیر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا یحییٰ مدنی مدظلہ کی طرف سے ناشتے کی دعوت پر جامعہ معہد الخلیل تشریف لے گئے۔ ناشتے کے بعد طلبا سے خصوصی بیان کیا۔ حضرت مدظلہ نے فرمایا کہ علم کی ترقی کے لئے ذرائع علم کا ادب واحترام ضروری ہے۔ اسباب علم کے آداب کو جتنا ملحوظ رکھا جائے گا، اتنا ہی علم میں نور پیدا ہوگا، اپنے اساتذہ کرام، کتابیں، حتیٰ کہ تپائی، درس گاہ، چوکیدار، باورچی، خاکروب غرض کسی کی بے ادبی کی تو علم نافع حاصل نہیں ہوگا۔ حضرت مدظلہ نے طلبا کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ تقویٰ اختیار کیا جائے، اس سے کسبی علوم کے علاوہ وہبی علم بھی حاصل ہوگا اور اللہ رب العزت تقویٰ کی برکت سے علم باطنی اور ظاہری دونوں سے آراستہ کریں گے۔

حضرت ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ نے اپنے دست مبارک سے جامعہ میں ۹۰ فیصد سے زائد نمبر حاصل کرنے والے طلبا کرام کو انعامات تقسیم کئے۔ اس موقع پر حضرت مولانا یحییٰ مدنی مدظلہ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی اور ملتان کے دفاتر کے لئے اپنی مطبوعات کے قیمتی سیٹ پیش کئے۔ اللہ جل شانہ ہمارے ان اکابر کو صحت وعافیت کے ساتھ دیر تک سلامت رکھے تاکہ ہم ان کے فیوض وبرکات سے مستفید ہوسکیں۔ آمین۔

☆☆............☆☆

قادیانیوں کا قبول اسلام

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا فقیر اللہ اختر کی تبلیغی مساعی سے قادیانی نوجوان محمد وحید ناصر گوندل نے قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام قبول کرلیا، میانوالی بنگلہ کے رہائش محمد وحید ناصر نے دارالعلوم مدنیہ ڈسکہ کے مہتمم حضرت مولانا محمد ایوب خان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور قادیانیت سے بیزاری کا اعلان کرتے ہوئے، آنجہانی مرزا قادیانی کو جھوٹا قرار دیا۔ اس موقع پر دارالعلوم مدنیہ ڈسکہ میں تقریب منعقد ہوئی، جس میں میانوالی بنگلہ کے مسلمان احباب نے بھرپور شرکت کی مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا غلام مرتضیٰ اور مولانا حافظ محمد اسحاق نے بھی خطاب فرمایا، فقیر اللہ اختر کی دعا پر یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

محمد وحید ناصر کے اسلام لانے کے تھوڑے ہی عرصہ بعد اس کے ماموں چوہدری سہیل احمد سندھو، ان کی بیوی نور بصیرت، ان کی بیٹی عائلہ نور نے بھی قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام قبول کرلیا، میانوالی بنگلہ میں علماء کرام نے حیات مسیح کے موضوع پر تبادلہ خیال کیا، چوہدری سہیل احمد اور اس کی بیوی نے آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی پر لعنت بھیجتے ہوئے قادیانیت کو جھوٹ کا پلندہ قرار دیا۔ دارالعلوم کے مہتمم مولانا محمد ایوب خان، مولانا غلام مرتضیٰ اور دیگر مسلمانوں کی موجودگی میں مولانا ایوب خان صاحب نے کلمہ پڑھایا اور ان کی استقامت کے لئے دعا فرمائی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا محمد فقیر اللہ اختر، ضلعی امیر پیر سید احمد گیلانی، مولانا حافظ احمد مصدق قاسمی اور ختم نبوت کے یوتھ فورس کے مرکزی صدر سید محبوب احمد گیلانی کی محنت سے رسول پور بھلیاں سیالکوٹ کے ریاض احمد کے صاحبزادے شہزاد ریاض نے قادیانیت ترک کرکے اسلام قبول کرلیا ہے۔ شہزاد ریاض کے قبول اسلام کے سلسلہ میں مولانا بشیر احمد قاسمی اور قاری محمد شفیق ڈوگری کی مساعی قابل قدر ہے۔ یاد رہے کہ ریاض احمد کے انتقال پر یہ اشکال پیدا ہوگیا تھا کہ وہ مسلمان نہیں ہے، اس کا جنازہ بھی ایک قادیانی مربی نے پڑھایا جس پر مولانا فقیر اللہ اختر، حافظ احمد مصدق قاسمی اور سید محبوب احمد گیلانی نے پولیس کو درخواست دی پولیس نے انکوائری کے بعد اور اہل علاقہ کی گواہی پر فیصلہ ہوا کہ ریاض احمد کا بیٹا شہزاد ریاض قادیانی ہے، اسی نے مربی کو بلوا کر جنازہ پڑھوایا تھا۔ تھانہ تحصیل بازار سیالکوٹ میں علاقہ کے ڈی ایس پی کی موجودگی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ فقیر اللہ اختر کے ہاتھ پر شہزاد ریاض نے اہل علاقہ اور ختم نبوت یوتھ فورس کے نوجوانوں کی موجودگی میں اسلام قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ اسے استقامت نصیب فرمائیں۔

قادیانیوں کا اپنے آپ کو مسلم کہنا

پاکستانی آئین کے خلاف بغاوت ہے

مفتی محمد زکریا

محترم مفتی صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

جناب عرض یہ ہے کہ قادیانی اسلامی جمہوریہ پاکستان کے قانون کے مطابق کافر یعنی غیر مسلم اقلیت ہیں۔ ہمارے پاس ایک نکاح رجسٹریشن کی درخواست آتی ہے، جس میں نکاح نامہ پر جو کہ انگریزی میں تحریر ہے۔ احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن تحریر ہے، اور احمدیہ ایسوسی ایشن اپنے لیٹر ہیڈ پر لکھ کر دے رہی ہے کہ مذکورہ نکاح نامہ ہی پاکستان میں استعمال ہوتا ہے۔ اس نکاح نامہ کی رو سے جس پر احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن کی مہر ثبت ہے، احمدیوں یعنی قادیانیوں کو ہم دانستہ و غیر دانستہ مسلم تصور کرتے ہیں اور ایسا کرنے کی رو سے کیا ہمارا دین اسلام پر قائم رہنا برقرار رہے گا؟ یعنی ہم مسلمان برقرار رہیں گے، اگر نہیں رہیں گے تو ان کے لئے کیا حکم ہے جو یہ کام کر رہے ہیں اور اس نکاح کے فارم کی روک تھام کے لئے بھی کام کیا جائے، جس پر احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن یو کے تحریر ہو۔

والسلام

غلام حیدر مغل

الجواب و منه الصدق و الصواب

مسئلہ کی تفصیل میں جانے سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ قادیانیت کیا ہے؟ اور قادیانی کن وجوہات کی بنا پر اسلامی شریعت اور آئین پاکستان کی رو سے کافر اور مرتد ہیں اور مسلمانوں کا ان سے بنیادی اختلاف کیا ہے؟

پوری امت مسلمہ کا یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبوت کی تکمیل ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر فرمادی۔

ملت اسلامیہ کا یہ اجماعی عقیدہ، عقیدۂ ختم نبوت کہلاتا ہے جو قرآن کریم کی سو آیات اور دو سو سے زائد احادیث مبارکہ سے ثابت ہے، (تفصیل کے لئے دیکھئے ”ختم نبوت کامل“ مصنفہ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ) اسی وجہ سے امت مسلمہ کا اس بات پر بھی اجماع ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا اور اس جھوٹے مدعی نبوت کو ماننے والے اور اس کی تصدیق کرنے والے کافر اور مرتد ہیں۔

قادیانی اور مرزائی مرزا غلام احمد قادیانی کو مجدد، مہدی، مسیح موعود، نبی اور رسول مانتے ہیں، اس وجہ سے ان کا ایمان، اسلام اور اہل اسلام سے کوئی واسطہ نہیں رہا، بلکہ صرف اسی باطل عقیدہ کی وجہ سے یہ دائرہ ایمان سے خارج ہوگئے۔

مرزا غلام احمد قادیانی تو ایک شریف آدمی کہلانے کے لائق بھی نہیں تھا، چہ جائے کہ اس کو مجدد، ولی یا نبی تسلیم کیا جائے۔ ذیل میں مرزا غلام احمد قادیانی کی کفریات کو باحوالہ تحریر کیا جاتا ہے۔ پڑھئے اور خود ہی فیصلہ کیجئے کہ اس کے پیروکاروں کی کیا حیثیت ہے؟

اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخیاں:

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے کہ مجھے الہام ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

۱:...”انت منی بمنزلة ولدی“...اے مرزا قادیانی! تو میرے لئے بمنزلہ میرے بیٹے کے ہے...(کتاب البریہ ص:۸۶، ۸۷، خزائن:۱۰۳، ۱۰۵، ج:۱۳)

۲:...”میں نے اپنے تئیں خدا کے طور پر دیکھا ہے، میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ میں وہی ہوں اور میں نے آسمان تخلیق کیا۔“ (آئینہ کمالات اسلام ص:۵۶۴، ۵۶۵)

غور کریں کہ مرزا قادیانی اپنے آپ کو خدا کی خدائی میں شریک، خدا کا بیٹا اور ترقی کرکے اپنے آپ کو خدا کہتا ہے۔ کیا یہ شیطانی وساوس نہیں؟ اور شیطانی وساوس کو وحی الٰہی کہنے والا کافر ہوتا ہے۔

لعنتی اور شیطانی مذہب (مذہب کی توہین):

عقیدۂ ختم نبوت مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے، ایسے متفقہ عقیدہ کو مرزا غلام احمد قادیانی کا لعنتی، شیطانی اور قابل نفرت کہنا، یہ قرآن وحدیث کی توہین ہے، جو صریح کفر ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو وہ لکھتا ہے کہ:

۱:...”وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے جو یہ سکھاتا ہے کہ صرف چند منقولی باتوں پر انسانی ترقیات کا انحصار ہے، وحی الٰہی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے سو ایسا دین بہ نسبت اس کے کہ اس کو رحمانی کہیں، شیطانی کہلانے کا زیادہ مستحق ہوتا ہے۔“

(مرزا غلام احمد قادیانی، ضمیمہ براہین احمدیہ ص:۱۳۸، ۱۳۹، خزائن:۳۰۶، ج:۲۱)

۲:...”یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہوگیا ہے اور آئندہ کو قیامت تک اس کی کوئی امید نہیں۔ صرف قصوں کی پوجا کرو، پس کیا ایسا مذہب، کچھ مذہب ہوسکتا ہے؟ جس سے براہ راست خدا تعالیٰ کا کچھ بھی پتہ نہیں لگتا۔ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس زمانہ میں مجھ سے زیادہ بے زار ایسے مذہب سے اور کوئی نہ ہوگا، میں ایسے مذہب کا نام شیطانی مذہب رکھتا ہوں نہ کہ رحمانی۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ ص:۱۸۳، خزائن:۳۰۴، ج:۲۱)

مرزا غلام احمد قادیانی کا عقیدۂ ختم نبوت کو لعنتی اور شیطانی لکھنا تمہید ہے اپنے دعویٰ نبوت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت اور انکار ختم نبوت دونوں صریح کفر ہے۔

نبوت کے دعوے:

۱:... ”سچا خدا وہی خدا ہے، جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“

(دافع البلاء ص:۱۱، خزائن:۲۳۱، ج:۱۸)

۲:... ”ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔“ (اخبار بدر، ۵ مارچ ۱۹۰۸ء، ملفوظات ص:۱۲۷، ج:۱۰)

۳:... ”یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کرسکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے، حتیٰ کہ محمد رسول اللہ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔“

(الفضل ص:۵، ج:۱۰، نمبر۵، ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء)

مسلمانوں کی تکفیر اور گالیاں:

۱:... ”جو شخص مجھ پر ایمان نہیں رکھتا وہ کافر ہے۔“

(حقیقت الوحی ص:۱۶۳، خزائن:۱۶۷، ج:۲۲)

۲:... ”کل مسلمان جو مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔“ (آئینہ صداقت ص:۳۵)

۳:... ”ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے، مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ کو تو مانتا ہے، مگر محمد کو نہیں مانتا، اور یا محمد کو مانتا ہے، پر مسیح موعود کو نہیں مانتا، وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔“ (کلمۃ الفصل، ج:۱۴، ص:۱۱۰)

۴:... ”کل مسلمانوں نے مجھے قبول کرلیا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرلی ہے، مگر کنجریوں اور بدکاروں کی اولاد نے مجھے نہیں مانا۔“ (آئینہ کمالات ص:۵۴۷، ۵۴۸، خزائن:۵۴۷، ج:۵)

۵:... ”جو شخص میرا مخالف ہے وہ عیسائی، یہودی، مشرک اور جہنمی ہے۔“

(نزول المسیح ص:۴، خزائن ص:۳۸۲، ج:۱۸، حاشیہ)

۶:... ”دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔“

(نجم الہدیٰ ص:۱۰، خزائن:۵۳، ج:۱۴)

۷:... ”جو ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔“ (انوار اسلام ص:۳۰، خزائن:۳۱، ج:۹)

مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو خدا کا نبی اور رسول کہا، اپنے ماننے والوں (مرتدوں کی جماعت) کو صحابہ رسول کے نام سے پکارا، اپنی کافرہ بیویوں کو امہات المومنین قرار دیا۔ اپنے گھر والوں کو اہل بیت کا نام دیا۔ تین سو تیرہ بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے مقابلہ میں مرزا قادیانی نے اپنے تین سو تیرہ چیلوں کی فہرست تیار کی۔ قادیان آنے کو ظلی حج قرار دیا جنت البقیع کے مقابلے میں قادیان میں ایک بہشتی مقبرہ تیار کیا۔ قرآن پاک میں تحریفات کیں احادیث رسول کو بگاڑا، اقوال صحابہ کو مسخ کیا بزرگان دین کی توہین وتذلیل کی۔ جہاد کو حرام اور انگریز کی اطاعت کو لازمی قرار دیا۔

قادیانیوں کا کلمہ طیبہ پڑھنا:

اگر کوئی قادیانی یہ کہے کہ ہم وہی کلمہ پڑھتے ہیں جو مسلمان پڑھتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ قادیانی عام لوگوں بالخصوص مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے مسلمانوں کو کلمہ بھی پڑھ کر سنا دیتے ہیں، مگر اس کلمہ میں ”محمد رسول اللہ“ سے ان کی مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ جسے وہ مسیح موعود کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم اے اپنی کتاب کلمۃ الفصل میں لکھتا ہے:

”پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہے، جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے، اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں، ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔“

(کلمۃ الفصل ص:۱۵۸)

مرزا غلام احمد قادیانی کو محمد رسول اللہ قرار دینا، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدترین توہین ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی تو کجا، مرزا غلام احمد قادیانی تو کسی شریف انسان کی برابری کا بھی اہل نہیں تھا۔ لیکن صد افسوس! ان مسلمانوں پر جو نبوت کے ان لٹیروں کے ساتھ اب بھی برادرانہ اور دوستانہ تعلقات رکھے ہوئے ہیں۔

مزید تفصیل کے لئے مذکورہ رسالوں کے علاوہ دیگر کتب تحفۂ قادیانیت، آئینۂ قادیانیت، قادیانی شبہات کے جوابات وغیرہ کا مطالعہ مفید ہوگا۔

اب میں آپ کے سوال کا جواب لکھتا ہوں:

صورت مسئولہ میں آپ حضرات کا قادیانیوں کے نکاح نامہ کی جس پر ''احمدیہ مسلم ایسوی ایشن'' تحریر ہے، رجسٹریشن کرکے دینا اسلامی شریعت اور پاکستانی قانون کے اعتبار سے بہت ہی غلط ہے اور ناجائز ہے، جس طرح کسی مسلمان کو کافر اور بے ایمان کہنا بہت سخت گناہ ہے، اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ کسی کافر مرتد کو مسلمان کہنا یا لکھ کر دینا گناہ ہے، اور یہ اسلام، مسلمانوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی کے ساتھ کھلا مذاق ہے۔ کیونکہ قادیانی اسلامی جمہوریہ پاکستان کے قانون اور اسلامی شریعت کے مطابق کافر یعنی غیر مسلم اقلیت ہیں۔ اس لئے آپ حضرات ان سے مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ وہ اپنے نکاح نامہ یا کسی بھی دوسری دستاویز میں مسلم ایسوی ایشن کی بجائے غیر مسلم تحریر کیا کریں، بصورت دیگر ان کی دستاویز کی تصدیق نہیں کی جائے گی۔ اگر وہ نکاح نامہ یا اسی قسم کی کوئی دوسری دستاویز جس پر ''احمدیہ مسلم ایسوی ایشن'' تحریر ہو، استعمال کرنے سے باز نہیں آتے تو آپ حضرات کو اس کی روک تھام کے لئے ممکنہ قانونی کارروائی کرنی چاہئے۔

بہر حال قادیانیوں کے مذکورہ نکاح نامہ کی رجسٹریشن اگر انہیں غیر مسلم اور مرتد سمجھتے ہوئے محض دباؤ کی وجہ سے یا کسی دنیاوی مفاد کی وجہ سے کرتے ہیں تو اگرچہ ایسا کرنا بھی سخت گناہ ہے، مگر اس سے آدمی کافر نہیں ہوتا، ہاں گناہگار ضرور ہو جاتا ہے اور اگر قادیانیوں کے عقائد کا علم ہونے کے باوجود ان کو مسلمان سمجھا جاتا ہے کہا اور لکھا جاتا ہے یا ان کی مسلمان ہونے کی حیثیت سے تصدیق کی جاتی ہے تو ایسا کرنے سے ایک مسلمان خود کفر کو اسلام کہنے کی وجہ سے کافر و مرتد ہو جاتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

کتبہ: محمد زکریا عفی عنہ

الجواب صحیح: مفتی محمد عبداللہ حسن زئی

۱۴۳۲/۶/۵ھ

چھ روزہ ردِ قادیانیت وعیسائیت کورس، گوجرانوالہ

گوجرانوالہ (رپورٹ: محمد عارف شامی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے زیر اہتمام چھ روزہ ردِ قادیانیت وعیسائیت کورس کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں مناظر اسلام مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا مفتی محمد راشد مدنی (رحیم یارخان) مولانا محمد طیب فاروقی (اسلام آباد) مولانا غلام مرتضیٰ (ڈسکہ، سیالکوٹ) نے تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔

۱۴؍مئی ۲۰۰۱ء، بروز ہفتہ بعد نماز مغرب جامع مسجد عثمانیہ گرجاکھ میں کورس کا باقاعدہ آغاز کیا گیا اور افتتاحی تقریب میں شہر کے علماء کرام نے شرکت کی۔

تقریب سے معروف روحانی و علمی شخصیت ومصنف کتب کثیرہ مولانا سیف الرحمٰن قاسم مدظلہ خلیفہ مجاز مولانا پیر محمد ذوالفقار علی صاحب نے کورس کے اغراض و مقاصد کے حوالے سے اپنی قیمتی آراء سے مستفید کیا۔

کورس کے لئے روزانہ بعد نماز مغرب تا عشاء کا وقت مقرر کیا گیا۔ شہر کے معروف مدارس کے طلبا اور طالبات نے بہت ہی شوق اور جذبے سے اس کورس میں شرکت کی۔ تقریباً دو سو کے قریب طلبا اور سو کے قریب طالبات نے باقاعدہ شرکت کی۔ طالبات کے لئے پردے کا خصوصی اہتمام کیا گیا تھا۔

اس موقع پر مسجد عثمانیہ کے خطیب مولانا شوکت نصیر اور جماعتی یونٹ کے احباب مولانا قاری محمد عارف، مفتی محمد زاہد، قاری محمد عمران طارق، حافظ محمد خالد صفدر و دیگر نے ایک مہینہ پہلے کورس کی بھرپور تشہیر کی۔ اشتہارات، ہینڈ بل اور دعوت ناموں کے ذریعے بھرپور مہم چلائی گئی۔ روزانہ تین گھنٹے کورس کا دورانیہ مقرر کیا گیا، چھ روزہ کورس کی اختتامی تقریب ۱۹؍مئی ۲۰۱۱ء بروز جمعرات بعد نماز عشاء منعقد ہوئی، جس میں شہر کے علماء کرام اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں کے علاوہ پروفیسر ڈاکٹر عبدالماجد حمید مشرقی، مولانا شوکت نصیر، مفتی محمد زاہد، مولانا محمد عارف شامی، بابر رضوان باجوہ اور مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے مفصل خطاب کیا۔

گوجرانوالہ کے رہنماؤں مولانا محمد اشرف مجددی، حافظ محمد یوسف عثمانی، قاری عبدالغفور آرائیں، مولانا قاری منیر احمد قادری، سید احمد حسین زید، پروفیسر حافظ محمد انور، مولانا حافظ الیاس قادری نے شرکت کی۔ آخر میں تمام شرکاء کورس میں جماعت کی طرف سے سند اعزاز اور انعامات پیش کئے گئے۔ کورس کی اختتامی تقریب مولانا محمد اشرف مجددی کی دعا سے اختتام پذیر ہوئی۔

قادیانی سوالات اوران کے جوابات!

مولانا غلام رسول دین پوری

چوتھی قسط

اب دوسری آیت سورۂ آل عمران والی ملاحظہ فرمائیں۔ یہ آیت مبارکہ غزوۂ احد کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ اس وقت جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہوگئے تو شیطان لعین نے آواز لگائی کہ (العیاذ باللہ) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مارے گئے ہیں۔ یہ سنتے ہی مسلمانوں کا لشکر منتشر ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے عجیب انداز سے مسلمانوں کو سمجھایا کہ ذرا سوچو تو سہی! کیا احکامات شرعیہ کی تعمیل صرف اس وقت تک کی جاتی ہے جب تک نبی اپنی امت میں بہ نفس نفیس موجود ہے؟ یہ خیال بالکل غلط ہے۔ ذرا خیال تو کرو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کتنے اور کس قدر رسول گزر چکے ہیں۔ کیا وہ سب اپنی امتوں میں اب موجود ہیں اور کیا ان کے متبعین نے اپنا دین محض اس وجہ سے ترک کردیا ہے؟ جب کسی نے بھی ایسا نہیں کیا تو تم ایسا کرو گے کیا؟ بس اتنی بات اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے۔ اس میں وفات مسیح کی کون سی دلیل اور کون سی بات ہے؟

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ''خلت'' کا معنی پھر کیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ: ''خلا، خلو، خلت'' کا معنی ایک جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ چلے جانا ہے۔ جگہ خالی کرنا یہ معنی صحیح ہے۔ اس کے لئے میں قرآن سر پر رکھنا چاہتا ہوں۔ فوت ہونا، مرجانا یہ ترجمہ غلط ہے۔ قرآن پاک بھی یہی معنی سمجھاتا ہے۔ دیکھو قرآن کہتا ہے:

''واذا لقوا الذین اٰمنوا قالوا اٰمنا
واذا خلوا الیٰ شیاطینھم قالوا انا معکم
انما نحن مستھزؤن''

ترجمہ: ''منافقین جب مؤمنین سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں۔ ہم ایمان لائے اور جب علیحدہ ہوکر اپنے سرداروں کے ہاں جاتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔ ہم تو ان سے مذاق کرتے ہیں۔''

بھائی اسلم! قرآن کہہ رہا ہے: ''واذا خلوا'' اور ان کے متعلق کہہ رہا ہے جو زندہ تھے۔ مر نہیں گئے تھے۔ منافقین کی خباثت اور سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دینا اس کو قرآن نے یوں بتایا ہے کہ منافقین جب ایمانداروں سے ملتے تو انہیں دھوکہ دیتے اور کہتے ''ہم بھی مؤمن ہیں'' اور واپس اپنے سرداروں کے پاس جاتے اور سردار جب ان سے پوچھتے کہ کہاں گئے تھے؟ تو جواب دیتے ہم مؤمنین سے گپ شپ کرنے ان سے مذاق کرنے کے لئے گئے تھے۔ یہاں ''خلوا'' کا معنی جگہ خالی کرنا ایک جگہ سے دوسری جگہ چلے جانا ہے۔ مرجانا، فوت ہوجانا نہیں۔ یہ قرآن کہہ رہا ہے۔ ''خلا، خلوا، خلت'' کا ترجمہ جگہ خالی کرنا، ایک جگہ سے دوسری جگہ چلے جانا، منتقل ہونا اور گزر چکے ہے۔ یہی ترجمہ مرزا قادیانی نے کیا ہے اور یہی ترجمہ حکیم نورالدین نے کیا ہے۔ البتہ دنیا کا سب سے پہلا شخص جس نے ''خلت'' کا ترجمہ موت اور مرگئے سے کیا ہے۔ وہ مرزا بشیرالدین محمود ہے۔

بھائی اسلم! بتا! کیا قرآن پاک آج نازل ہوا ہے؟

اسلم قادیانی: جی نہیں یہ تو نہیں، یہ تو بہت پہلے نازل ہوا ہے۔

مولانا اللہ وسایا: جزاک اللہ! جب قرآن بہت پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوچکا۔ آج نازل نہیں ہوا۔ تو مرزا غلام احمد قادیانی سے پہلے جتنے مفسرین گزرے ہیں اور جتنی تفاسیر لکھی جاچکی ہیں۔ یاد رکھو! مرزا قادیانی سے پہلے کسی بھی ایک مفسر نے اور کسی بھی تفسیر نے موت ترجمہ نہیں کیا اور نہ ہی بتایا۔ دیکھئے! مرزا بشیرالدین محمود کی تفسیر۔ (تفسیر صغیر ص۳۳)

اٹھارہ آیات بتلا رہی ہیں کہ: ''خلا، خلوا، خلت'' کا معنی موت نہیں، گزر جانا ہے۔ ایک جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ چلے جانا ہے۔ یہ قرآن پاک کا اعجاز ہے۔ میرے ماں باپ، میرا جسم اور روح قربان ہو۔ قرآن پاک نے کمال کا لفظ ذکر کیا ہے۔ ''خلت'' کہ تمام نبیوں نے یہ جہاں چھوڑ دیا ہے۔ دوسرے جہاں میں تشریف لے گئے ہیں۔ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اللہ کی مرضی کے مطابق عارضی طور پر زمین کو چھوڑ کر آسمانوں پر تشریف لے گئے ہیں۔ کیا فصاحت وبلاغت ہے۔ اس ایک لفظ میں اس کے مقابلے میں کوئی دوسرا لفظ دنیا کا کوئی شخص لا نہیں سکتا اور نہ تا قیامت لاسکتا ہے۔ اگر ہمت ہے تو دکھاؤ؟

اسلم قادیانی: جی ''خلا'' کا معنی جگہ کو خالی کرنا ہے؟

مولانا اللہ وسایا: ہاں! جگہ کو خالی کرنا، گزر جانا، گزرنا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی سے پہلے کسی بھی مفسر نے ''موت'' ترجمہ نہیں کیا۔ اگر کیا ہو تو جو چور کی سزا وہ

میری سزا۔ میں نے ترجمہ غلط نہیں کیا۔ بھائی اسلم! کیسے کر سکتا ہوں۔ مرنے کا وقت قریب ہے۔ داڑھی سفید ہوگئی ہے۔ بوڑھا آدمی ہوں۔ میں نے تیری قبر میں نہیں جانا تو نے میری قبر میں نہیں۔ مسجد میں باوضو ہو کر قرآن پہ ہاتھ رکھ کر کہہ رہا ہوں میں نے آپ کو صحیح ترجمہ بتایا ہے۔

چیلنج

ایک اور بات بتاؤں! مرزا قادیانی کا ایک مرید ہے۔ جس کا نام "خدا بخش مرزائی" ہے۔ اس نے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام "عسل مصفّٰی" ہے۔ یہ کتاب مرزا خدا بخش نے لکھ کر مرزا غلام احمد قادیانی کو دکھائی۔ اس کتاب کے ایک ایک حرف پر مرزا غلام احمد کی تصدیق ثبت ہے۔ گویا کہ "عسل مصفّٰی" مرزا غلام احمد قادیانی کی تصدیق شدہ کتاب ہے۔ اس کتاب کے ص۱۶۲ تا ۱۶۵ تک پہلی صدی ہجری سے لے کر تیرھویں صدی ہجری تک کے مجددین کی ایک فہرست لکھی ہے اور نام بنام لکھی ہے اور یہ وہ فہرست ہے جسے قادیانی بھی تسلیم کرتے ہیں اور کیوں نہ تسلیم کریں۔ جب کہ مرزا قادیانی کی تصدیق شدہ ہے۔ ان مجددین میں سے کسی ایک نے بھی "خلت" کا ترجمہ "موت" سے نہیں کیا۔ اگر کیا ہے تو دکھا دیں؟

مولانا اللہ وسایا نے استفسار کرتے ہوئے فرمایا۔ بھائی اسلم! مجھے یہ سمجھا دے۔ مرے عیسیٰ علیہ السلام بنے غلام احمد نبی؟ یہ عقیدہ حل کر دو اور مجھے سمجھا دو۔ غلام احمد قادیانی کیسے عیسیٰ بنا؟ تیرے منہ میں گھی شکر!

اسلم قادیانی: ہم کہتے ہیں مثیل مسیح کیا آپ نے یہ بات سنی ہے؟

مولانا اللہ وسایا: نہیں میں نے نہیں سنا۔ مگر میں اس چکر میں پڑا ہوا ہوں۔ آپ مجھے اس چکر سے نکال دیں۔ بہت پھنسا ہوا ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی مسیح کیسے بنا؟

اسلم قادیانی: (نے حواس باختہ ہو کر کہا) ہم کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام اور مہدی علیہ الرضوان ایک ہیں۔

مولانا اللہ وسایا: میں یہ نہیں پوچھ رہا کہ عیسیٰ علیہ السلام اور مہدی علیہ الرضوان ایک وجود ہے یا دو؟ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ مجھے اس چکر سے نکالو اور یہ بات سمجھاؤ کہ غلام احمد قادیانی کیسے مسیح بنا؟ قرآن کہتا ہے مسیح زندہ آسمان پر ہیں۔ حدیث بھی یہی کہتی ہے کہ مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام آسمانوں پر تشریف فرما ہیں۔ قرب قیامت میں واپس تشریف لے آئیں گے۔ قادیانی کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگیا۔ جب عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے تو کیا فوت ہونے والا آئے گا؟ یا آیا ہے؟ جب فوت ہوگیا تو فوت ہونے والے نے آ کر کیا کرنا ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی نے آ کر کیا کیا ہے؟ بس اس نام والے چکر سے مجھے نکال دے؟

اسلم قادیانی: دیکھو جی! ایک بندے کے متعلق ہم کہتے ہیں شیر ہے۔ حالانکہ اس کا کان نہیں شیر کے کان کی طرح، اس کی دم بھی نہیں۔ اسی طرح ہم مثیل مسیح کہتے ہیں۔

مولانا اللہ وسایا: اسلم! پورے قرآن میں اور ذخیرۂ احادیث میں بلکہ قرآن پاک کی کسی آیت اور ذخیرہ احادیث میں سے کسی ایک حدیث میں مثیل کا لفظ دکھا دے۔ بس لڑائی ختم۔ بحث ختم! میں دعویٰ سے کہتا ہوں پورے قرآن میں اور ذخیرۂ احادیث میں کہیں بھی مثیل کا لفظ نہیں اگر کوئی قادیانی دکھا دے جو چور کی سزا وہی میری سزا۔

اسلم قادیانی: میں نے سنا ہے مرزا قادیانی کا دعویٰ مثیل مسیح کا ہے۔ بس!

مولانا اللہ وسایا: قادیانی دھوکہ دیتے ہیں۔ مسلمانوں سے یہ کہتے ہیں کہ وہ مسیح موعود ہے اور کبھی کہتے ہیں وہ مثیل مسیح ہے۔ وغیرہ! مرزا قادیانی نے خود "ازالہ اوہام" میں لکھا ہے: "اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔"

آگے لکھتا ہے: "میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔ بلکہ میری طرف سے عرصہ سات یا آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہو رہا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں۔" (ازالہ اوہام ص۱۹۰، خزائن ج۳ ص۱۹۲)

اس عبارت میں مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور ساتھ ہی یہ کہا کہ: "کم فہم لوگ مجھے مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔" جب کہ اسی کتاب کے ٹائٹل پر لکھا ہوا موجود ہے۔ "حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود" ادھر یہ کہتا ہے کہ مجھے مسیح موعود خیال کرنے والے کم فہم ہیں۔ ادھر کتاب کے ٹائٹل پر "مسیح موعود" لکھا ہوا ہے۔ پھر مزے کی بات یہ ہے کہ اسی کتاب "ازالہ اوہام" میں لکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر الہام فرمایا ہے۔ جس میں فرمایا: "وجعلنٰک المسیح ابن مریم" (ازالہ اوہام ص۶۷۴، خزائن ج۳ ص۴۶۴، ص۵۷۳، خزائن ج۳ ص۴۰۹) کیا دنیا میں انصاف نام کی کوئی چیز ہے؟

اسلم قادیانی: کیا یہ عبارت "ازالہ اوہام" کی ہے؟ کیا اس میں اس طرح لکھا ہے؟

مولانا اللہ وسایا: قسم ہے رب کی! اگلی بات ہے۔ اس میں لکھا ہے۔

اسلم قادیانی: آپ کو پتہ ہے؟ ہم کتنا چندہ دیتے ہیں؟ ہم دو تین ہزار اس لئے تو نہیں دیتے کہ ہمارا دیا ہوا رائیگاں جائے؟

مولانا اللہ وسایا: یہ بات کہہ کر تو مجھے پھر وہیں لے آیا جہاں سے بات شروع کی تھی۔ میں نے شروع میں تجھے کہا تھا کہ میں حق نہ سمجھ کر یہ کام نہیں کر رہا اور تو بھی اپنے کام کو حق نہ سمجھ کر نہیں کر رہا۔ نہ میرا مفاد دنیوی اس کام سے وابستہ ہے نہ تیرا مفاد دنیوی اس کام سے وابستہ ہے۔ اب سن! جتنا چندہ تم اپنی جماعت کو دیتے ہو

پھر وہ جس مقصد کے لئے دیتے ہو۔ اطفال کا، لجنہ کا، خدام کا، ناصرات کا سب مجھے پتہ ہے۔ پھر وہ چندہ کہاں کہاں جا کر خرچ ہوتا ہے وہ بھی مجھے معلوم ہے۔

واقعہ:

بھائی اسلم! تجھے ایک واقعہ سناتا ہوں اور یہ واقعہ مفتی سرور نے اپنی کتاب ''کشف اختلاف'' میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ مرزاغلام احمد قادیانی کے چار مرید (۱) محمد علی، (۲) مفتی صادق، (۳) سرور شاہ، (۴) خواجہ کمال، خود مرزاغلام احمد قادیانی کے زمانہ میں کہیں جا رہے تھے اور تانگے پر سوار تھے۔ بات چل پڑی کہ ہم اپنی بیویوں سے کہتے ہیں۔ صحابہؓ کی طرح فقر وفاقہ کی زندگی گزارو۔ تکلف وتصنع سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ تاکہ اپنی آمد میں سے بچا بچا کر قادیان بھیجیں۔ چنانچہ ہم ایسا ہی کرتے ہیں۔ اپنی آمد کا وافر حصہ وہاں بھیجتے ہیں۔ ادھر حال یہ ہے کہ ان کی بیویاں ٹھاٹھ باٹھ سے رہتی ہیں۔ ہمارے پیسے اور دیئے ہوئے چندے پر پلتی ہیں۔ کام ٹکے کا نہیں ہو رہا۔ اب چلتے ہیں اور حضرت سے کہتے ہیں۔ ہمارے پیسے کا حساب دو۔ سرور شاہ کو آگے کیا کہ تو نے بات کرنی ہے۔ چنانچہ یہ قادیان گئے اور مرزاغلام احمد قادیانی سے بات کی۔ مرزاغلام احمد قادیانی سنتے ہی غصے میں آ گیا اور کہنے لگا: ''میں تمہارا منشی لگا ہوا ہوں۔ پیسے کا حساب دوں۔ مجھے ایک طرف کردو۔ پھر تمہیں دیکھتا ہوں۔'' غرضیکہ بھائی اسلم! مجھے سب پتہ ہے۔ مرزاغلام احمد کہاں کہاں پیسہ خرچ کرتا تھا۔ مرزامحمود کہاں کہاں خرچ کرتا تھا۔ حکیم نورالدین، مرزاناصر، مرزاطاہر کہاں کہاں خرچ کرتے تھے اور اب کہاں کہاں خرچ ہو رہا ہے۔ اگر اس بات کو میں نہیں جانتا تو پھر کائنات میں کوئی شخص نہیں جانتا۔ اس داستان کو تو مت چھیڑ۔ بہت طویل بھی ہے اور بھیانک بھی۔ (جاری ہے)

سالانہ ختم نبوت کانفرنس، گمبٹ

گمبٹ (رپورٹ: مولانا تجمل حسین) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۱۹؍مئی بروز جمعرات بعد نماز عشاء پھول باغ گمبٹ میں نویں سالانہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ جس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گمبٹ کے امیر حکیم عبدالواحد بروہی نے کی، جبکہ مولانا محمد رمضان جوائنٹ سیکرٹری جے یو آئی صوبہ سندھ نگران تھے۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض شیخ الحدیث مولانا نعمت اللہ شیخ نے انجام دیئے۔

کانفرنس کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے کیا گیا۔ تلاوت کی سعادت قاری امیر علی رند نے حاصل کی۔ حاکم علی بھرٹ اور حافظ دلدار احمد نے نظمیں پڑھیں، ابتدائی بیان مولانا تجمل حسین نے کیا، پھر مولانا عبداللہ عباسی جنرل سیکرٹری جمعیت علمائے اسلام ضلع خیرپور نے بیان کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے خطاب کیا۔ ان کے بعد شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا کا تفصیلی خطاب ہوا، حضرت مولانا میر محمد میرک امیر جمعیت علماء اسلام ضلع خیرپور کا بیان ہوا، اس کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ کے رہنما علامہ احمد میاں حمادی کا بیان ہوا۔ آخر میں سینیٹر علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو جنرل سیکرٹری جمعیت علماء اسلام صوبہ سندھ نے اپنے خیالات سے سامعین کو مستفید کیا۔

کانفرنس میں مختلف حلقوں سے علماء کرام، مولانا مفتی عبدالقادر کولاب جیل، مولانا حزب اللہ ٹھیڑی، مولانا قاضی حبیب اللہ ٹھیڑی، مولانا حکیم اللہ ڈرب مہر شاہ، مولانا مفتی محمد ادریس کنڈیارو، مولانا عبدالعلیم کنڈیارو، مولانا محمد ایوب کنڈیارو، مولانا عبدالقیوم جوگی ہالانی، مفتی محمد عابد ہالانی، مولانا عبدالغفار محراب پور، مولانا اشفاق الرحمن پھل شہر، مولانا آصف محمود پھل کھرڑاو، مولانا حماد اللہ کب، مولانا نور محمد میمن رانی پور اور مولانا سید احمد شاہ رپڑی سمیت کثیر تعداد میں علماء کرام قافلوں سمیت شریک ہوئے۔

مولانا عبدالصمد، مولانا عبدالغنی، مولانا ہدایت اللہ، قاری امیر احمد، قاری ظہور احمد، قاری محمد انور، مولانا الطاف، حافظ جنید احمد، عبدالسمیع شیخ، جاوید احمد شیخ سمیت مقامی حضرات نے کانفرنس میں بھرپور شرکت کی اور انتظامات سنبھالے۔ اللہ تعالیٰ تمام ساتھیوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ رات گئے تک یہ عظیم الشان کانفرنس جاری رہی جبکہ کانفرنس کے اختتام پر حاضرین میں مجلس کا لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

مولانا مفتی عبدالقادرؒ کی رحلت

جامعہ عربیہ شمس الہدیٰ کولاب جیل کے مہتمم اور شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی عبدالقادر ۲۱؍مئی ۲۰۱۱ء بروز ہفتہ کی رات دل کا دورہ پڑنے سے وفات ہوگئی۔ اناللہ واناالیہ راجعون۔

مرحوم کی نماز جنازہ مولانا عبدالغفور حیدری جنرل سیکرٹری جمعیت علماء اسلام پاکستان نے پڑھائی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے مولانا نعمت اللہ شیخ، حکیم عبدالواحد بروہی، عبدالسمیع شیخ، جاوید احمد شیخ اور مولانا تجمل حسین نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

قال رسول اللہ ﷺ انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

لا نبی بعدی

فرما گئے یہ ہادی

3 تین روزہ

انشاء اللہ

ختم نبوت و رد قادیانیت کورس

بمقام: مرکزی جامع مسجد محمود ریلوے کالونی فیصل آباد

مورخہ 10-11-12 جولائی 2011 اتوار پیر منگل روزانہ عصر تا عشاء

زیر سرپرستی
حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا
عبدالمجید صاحب لدھیانوی دامت برکاتہم
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

زیر نگرانی
حضرت مولانا
عزیز الرحمٰن صاحب جالندھری
مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

خصوصی لیکچر
شاہین ختم نبوت
حضرت مولانا
اللہ وسایا صاحب
مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

بیان
حضرت مولانا
محمد اسماعیل صاحب شجاع آبادی
مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی قائدین، و دیگر مناظرین ختم نبوت، دانشور، لیکچرار خصوصی اسباق پڑھائیں گے
اسباق میں زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے احباب شرکت کرسکتے ہیں بالخصوص دینی مدارس اسکول کالجز، یونیورسٹی کے طلباء ضرور فائدہ اٹھائیں۔

زیر انتظام: حافظ مبشر محمود صاحب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد
0300-6606990
0301-7224794

REGD. NO. SS-160

وما توفیقی الا باللہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے
مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر

لا نبی بعدی

سالانہ 30 واں ختمِ نبوۃ کورس

نامور علماء و مناظرین و
ماہرین فن لیکچر دیں گے
ان شاء اللہ

بتاریخ
7 شعبان ۱۴۳۲ھ مطابق 9 جولائی 2011
تا
27 شعبان ۱۴۳۲ھ 29 جولائی 2011

زیر سرپرستی
حکیم العصر محدث دوراں
ولی کامل مخدوم العلماء
حضرت اقدس شیخ الحدیث
مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب دامت برکاتہم
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

✦ کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم ازکم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے ✦ شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا ✦ کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا۔ ✦ داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے

شعبہ نشر و اشاعت
عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت ◎ چناب نگر ضلع چنیوٹ
چناب نگر 047-6212611
ملتان 061-4783486